REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم — و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۴۰ — شمارہ ۱-۲

ایڈیٹر: عبد الحق فضل

نائب: قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ: سالانہ ۵۰ روپے — ششماہی ۲۶/۵۰ روپے — ممالک غیر بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۵۰ روپے — فی پرچہ ایک روپیہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان

۱۶-۲۳ جمادی الثانی ۱۴۱۱ ہجری — ۳-۱۰ صلح ۱۳۷۰ ہش — ۳-۱۰ جنوری ۱۹۹۱ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر سے دعائیں کرتے رہیں

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کے ۹۹ ویں جلسہ سالانہ کا پُروقار انعقاد

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور پیغام

اکناف عالم سے شمع احمدیت کے پروانوں کا عظیم الشان روحانی اجتماع علماء سلسلہ کی روح پرور تحقیقی اور علمی تقاریر

پُرسوز دعاؤں، عبادات و نوافل نیز محبت و اخوت کے پُرکیف نظارے!!

رپورٹ مرتبہ محترم مولانا محمد عمر صاحب انچارج مبلغ کیرالہ بمعاونت مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر مبلغ سلسلہ پونچھ

اللہ تعالیٰ کی جس قدر بھی حمد و ثناء کی جائے کم ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کے ۹۹ ویں جلسہ سالانہ کو ہر لحاظ سے خیر و برکت کا مورد بنا کر غیر معمولی طور پر کامیابی سے منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

ہمارا یہ مقدس و مبارک جلسہ جس کی بنیاد خود خدا تعالیٰ نے اپنے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے ۹۹ سال قبل رکھی تھی مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۹۰ء بروز بدھوار تخت گاہ مسیح موعود قادیان دارالامان میں شروع ہوا۔ اور تین دن تک جاری رہنے کے بعد ۲۸ دسمبر ۹۰ء کی شام کو بے شمار الٰہی برکتوں اور فضلوں کو سمیٹتے ہوئے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پچھلے سال کی طرح امسال بھی اس الٰہی جلسہ میں شامل ہونے والے اسلام اور احمدیت کے شیدائی ہزاروں کی نہایت کثیر تعداد میں حاضر ہوئے۔ محلہ احمدیہ کی گلیاں فرزندان احمدیت کی چہل پہل سے پُررونق نظر آ رہی تھیں۔

یہ عشاقان مسیح موعود علیہ السلام نہ صرف ہندوستان کے کونے کونے سے بلکہ دنیا بھر کے مختلف علاقوں اور ممالک سے ہزاروں میلوں کا سفر طے کر کے اپنے روحانی مرکز میں آ جمع ہوئے۔ ان کے لئے یہ بابرکت جلسہ اور ایام دلیا لی اپنے ایمانوں کو تازہ کرنے، ذہنوں کو جلاء بخشنے، معرفت کو ترقی دینے اور غلبہ اسلام کی عظیم آسمانی مہم میں شرکت کرنے کے لئے انہیں نئے عزم اور جذبہ سے ہمکنار کرنے کا موجب بنا۔

مہمانان کرام نے اپنے اوقات ذکر الٰہی، نوافل، عبادات کے التزام، دعاؤں اور درود شریف کے ورد اور علمائے کرام کی علمی و روحانی تقاریر سننے میں گزارے۔

یہ بات یہاں پر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ اس موقعہ پر آنے والے دنیا کے مختلف علاقوں اور رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے مختلف زبانیں بولنے والے لوگ یکساں جمع ہو کر پیار اور محبت سے باہم ملتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک ہی خاندان کے افراد ہیں جو ایک عرصہ کی جدائی کے بعد باہم مل رہے ہیں۔ اور یہ تمام نظارے فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا کی جیتی جاگتی تصویریں ہیں۔ یہ پُرکیف نظارہ آج دنیا کے کسی خطہ زمین میں آپ کو نظر نہیں آئے گا۔

بیرونی ممالک سے تشریف لانے والے مہمانان کرام

امسال بھی پچھلے سال کی طرح بیرونی ممالک سے کثیر تعداد میں عشاقان احمدیت نے تشریف لا کر اس مقدس جلسہ کی رونق کو چار چاند لگائے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل ممالک سے احباب کرام تشریف لائے:۔ ماریشس۔ امریکہ۔ ڈنمارک۔ کینیڈا۔ انگلستان۔ انڈونیشیا۔ ناروے۔ جرمنی۔ سویڈن۔ فرانس۔ پاکستان۔ تبت اور نیپال

قادیان دارالانوار بن گیا!

جلسہ سالانہ کے ایام میں قادیان [illegible] ہر دکان و مکان [illegible] مسجد مبارک و [illegible] نہایت [illegible] خوبصورت رنگ برنگے قمقموں سے مزین کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ منارۃ المسیح کو بھی [illegible] بقعہ نور بنا ہوا تھا کہ دیکھنے والے فرط مسرت سے ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہتے پر محظوظ ہو رہے تھے۔

پہلا اجلاس - پہلی نشست

مقدس جلسہ سالانہ کے پہلے دن کا پہلا اجلاس مورخہ ۲۶ دسمبر ۹۰ء بروز بدھ صبح [illegible] بجے زیر صدارت محترم محمد عبد اللہ صاحب [illegible] بمقام [illegible] منعقد ہوا۔ سب سے پہلے محترم مولانا حکیم [illegible] صاحب نائب ناظر وقف جدید نے قرآن مجید کی تلاوت کر کے اردو میں اس کا ترجمہ [illegible]

پرچم کشائی

اس کے بعد محترم صدر صاحب [illegible] لوائے احمدیت کی پرچم کشائی فرمائی۔ جونہی [illegible] یہ پرچم قادیان کی مقدس فضا میں لہرانے لگا [illegible] یہ [illegible] ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم کی دعاؤں سے گونجنے لگی۔ اس کے بعد ساری فضا [illegible] نعرۂ تکبیر اور دیگر اسلامی نعروں سے گونجنے لگی۔ [illegible] پروگرام کے مطابق [illegible] بشیر احمد صاحب [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک منظوم کلام نہایت پُردرد انداز میں سنایا جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے ؎

ہر چیز میں خدا کی ضیاء کا ظہور ہے

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر۔ نگران بدر بورڈ قادیان۔

1620
22/01/93

پیغام

اس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و صدر انجمن احمدیہ بھارت، امیر جماعت احمدیہ قادیان سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام سنانے کے لئے جونہی سٹیج پر تشریف لائے تمام جلسہ گاہ نعرہ ہائے تکبیر۔ اسلام زندہ باد۔ احمدیت زندہ باد اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع زندہ باد کے پرکیف نعروں سے گونج اٹھی۔

پیغام کے دوران جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس خواہش اور دعاؤں کا اظہار فرمایا کہ

"پس اگر جلسہ سالانہ کی بنیاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے جلسۂ تشکر کے انعقاد کا انتظام کیا جائے تو اس کے لئے موزوں سال ۱۹۹۱ء بنے گا۔ احباب جماعت سے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ میری اس دلی تمنا کے بر لانے میں دعاؤں کے ذریعہ میری مدد کریں کہ ہم آئندہ سال جب قادیان میں یہ تاریخی جلسۂ تشکر منعقد کر رہے ہوں تو میں بھی اس میں شریک ہو سکوں۔ اور کثرت سے پاکستان کے احمدی احباب بھی اس میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کریں۔"

تو اس وقت بھی احباب سارے کے سارے فرط جذبات سے بے قابو ہو کر بلند آواز سے آمین یا رب العالمین اور دیگر نعرے بلند کرنے لگے۔

محترم صاحبزادہ صاحب کے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام سنائے جانے کے بعد محترم سید فضل احمد صاحب نے اس کا انگریزی میں ترجمہ سنایا۔

اجتماعی دعا

اس کے بعد محترم صاحب صدر نے نہایت رقت آمیز اور پُر درد اجتماعی دعا کرائی۔ اس وقت ساری جلسہ گاہ رونے کی اور سسکیوں کی آوازوں سے پُر تھی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اکناف عالم میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ انسانی قلوب پر فتح دے۔ اسلام کو غلبہ حاصل ہو اور اگلے سال صد سالہ تشکر جلسہ سالانہ قادیان میں منعقد ہو تو ہمارے جان سے پیارے آقا ہمارے درمیان رونق افروز ہوں۔ آمین۔

ہستی باری تعالیٰ۔ عباد اللہ پر خدا تعالیٰ کا ظہور۔ اس کی ہستی کا ثبوت

اجتماعی دعا کے بعد محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب امیر جماعت احمدیہ آندھرا پردیش کی مذکورہ عنوان پر تقریر ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے دلائل دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو زمین و آسمان کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کے دلائل وہ ہیں جو عباد اللہ کے ذریعہ ظاہر ہوتے ہیں جن سے خدا تعالیٰ پیار کرتا ہے۔ اور جن کے ذریعہ وہ دنیا کو اپنی کرامات دکھاتا ہے۔ اس تمہید کے بعد آپ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اس زمانے کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک مبعوث ہونے والے انبیاء کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی ہستی کی جلوہ گری کے نہایت ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔

اس ضمن میں فاضل مقرر نے قرآن مجید کے ذریعہ مختلف زمانوں میں خدا تعالیٰ کی معجزنمائی کے ظہور کے بارے میں مختلف انکشافات کا ذکر فرمایا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ؎

پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

آپ نے اپنی تقریر کے آخر میں سیدنا و امامنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی مقدس زندگی میں رونما ہونے والے بعض ایمان افروز واقعات کو خدا تعالیٰ کی ہستی کے زندہ ثبوت کے طور پر پیش فرمایا۔

نظم

اس کے بعد مکرم سید عبد النقی صاحب آف برہ پورہ (بھاگلپور) نے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے نہایت عشق آمیز منظوم کلام میں سے چند اشعار نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے

سیرت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اس عنوان پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اپنے نہایت پیارے اور مخصوص انداز میں تقریر فرمائی۔ آں محترم نے سیدنا حضرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر مذاہب کے پیروؤں سے عدل اور حسن و احسان کے سلوک کے پہلو پر نہایت ایمان افروز واقعات کی روشنی میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا جب دنیا میں چاروں طرف تاریکی چھا گئی تھی تو جس طرح رات کے بعد دن چڑھتا ہے اور شدید تپش کے بعد بارش ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین کے منصب پر فائز فرما کر عرب کی سرزمین میں مبعوث فرمایا۔ اور دنیا کو ضلالت و گمراہی کے طوفانوں سے نکال کر ساحل عافیت تک پہنچانے کا کام آپ کے سپرد کیا۔ عرب کے تمام اہل مذاہب نے یکجان اور متحد ہو کر اسلام کو نیست و نابود کرنے اور آپ کو قتل کرنے میں اپنی تمام طاقتوں اور قوتوں کو صرف کر دیا۔ لیکن ایک دن وہ بھی آیا جبکہ خدائے ذوالجلال والاکرام نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر غلبہ بخشا اور اقتدار اور قوت سے سرفراز کیا۔ اور پورا پورا موقعہ بہم پہنچایا کہ آپ اپنے پر ہوئے ظلموں کا گن گن کر بدلہ لیں۔ لیکن آپ نے اپنے رب کی شانِ رحمت کو ظاہر کرتے ہوئے اپنے قلب کو اس طور پر جنبش دیا کہ ایک عالم آج تک حیران ہے کہ ۲۱ سال تک ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے والوں اور اپنے جاں نثار ساتھیوں کے قاتلوں کو چشم زدن میں لا تثریب علیکم الیوم فاذھبوا انتم الطلقاء فرما کر اس طور پر معاف کر دیا کہ مکہ کی گلیوں میں ایک قطرہ بھی خون کا نہ گرا۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ہر شخص کو اپنا مذہب نہایت ہی محبوب اور پسندیدہ ہوتا ہے۔ خواہ وہ مذہب دوسروں کی نظر میں کسی قدر کمزور پہلو اپنے اندر کیوں نہ رکھتا ہو۔ ایسی صورت میں محسن اعظم رسول عربی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کو خدا تعالیٰ کے واضح ارشادات آگاہ کرتے ہوئے دیگر اہل مذاہب کے مذہبی جذبات اور احساسات کا پورا پورا احترام کرنے کا حکم دیا جیسا کہ خدا تعالیٰ کے الفاظ میں اعلان فرمایا:

لَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ۔

یعنی اے مسلمانو! بے شک دنیا میں ایسے مذاہب کے پیرو بھی ہیں جو خدائے وحدہٗ لاشریک کو چھوڑ کر دوسری ہستیوں کو اپنا معبود قرار دیتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک وہی قابل عزت و تکریم ہیں اس لئے ہمارا مسلک یہ ہے کہ جب بھی تم ان کے معبودوں کا ذکر کرو تو برے رنگ میں ان کا ذکر نہ کرو۔ مبادا اعلمی میں وہ خدائے بزرگ و برتر کی شان میں نازیبا کلمات کہنے لگ جائیں۔ آپ نے بتایا کہ سیدنا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیگر اہل مذاہب پر ایک یہ بھی بہت بڑا احسان ہے کہ جہاں پر آپ نے اپنی رسالت کو ڈنکے کی چوٹ پر دنیا کے سامنے پیش فرمایا وہاں تمام اہل مذاہب کے پیشواؤں کی رسالت کو پیش کر کے ان کی صداقت اور تعظیم و تکریم کو دنیا میں قائم کیا اور ان پر ہونے والے اعتراضات اور حملوں کا جس رنگ میں دفاع فرمایا وہ ان کے ماننے والوں سے قیامت تک ناممکن تھا۔ اس زمانہ میں اس پیغام کو اکناف عالم میں پہنچانے کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت رسول کریم صلعم کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اور آج جماعت احمدیہ ہی وہ واحد جماعت ہے جو پیشوایان مذاہب کی عزت اور احترام کو دنیا میں قائم کر رہی ہے۔

اس نہایت ہی پُر جذب و پُر کیف خطاب کے بعد جلسہ سالانہ کی یہ پہلی نشست بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

پہلا دن — دوسرا اجلاس

جلسہ سالانہ کے پہلے دن کی دوسری نشست بعد نماز ظہر و عصر جو جلسہ گاہ میں ادا کی گئی تھیں ٹھیک ۲ بجے محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔

محترم جناب عطاء الرحمن صاحب ابن محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری مرحوم کی تلاوت قرآن مجید اور ان آیات کا ترجمہ سنائے جانے کے بعد مکرم محمد عبد العزیز صاحب آف چنتہ کنٹہ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم ؎

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار

نہایت خوش الحانی سے سنائی۔

صدارتی خطاب

اس کے بعد سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان پر تقریر تھی۔ تقریر کے لئے مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو بلانے سے قبل صاحب صدر نے فرمایا کہ مقرر کو دعوت دینے سے پہلے میں جماعت احمدیہ پاکستان کی نمائندگی میں (جیسا کہ مجھے مرکز سے ہدایت ہے) تمام پاکستانی بھائیوں کی طرف سے محبت بھرا السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ' کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔ نیز ان سینکڑوں پاکستانی بھائیوں کی طرف سے جو ویزا کی مشکلات کے باعث اس جلسہ کی تمنائیں دل میں رکھنے کے باوجود اس میں شریک نہیں ہو سکے ان کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ جہاں تک سیرت مسیح موعودؑ اور ذکر حبیب کے اس موضوع کا تعلق ہے میں پاکستان سے آنے والے اور مہدی دوراں کے گلی کوچوں میں پھرنے والے اپنے بھائیوں کے ان جذبات کی ترجمانی کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو شاعر نے کہا کہ ؎

ہر راہ کو دیکھا ہے محبت کی نظر سے
شاید کہ وہ گزرے ہوں اسی راہ گزر سے

آج بیشک وہ مہدی دوراں تو ہمارے درمیان موجود نہیں وہ محسن جن کے ذریعے ہمیں ایمان کی دولت نصیب ہوئی آج ان کا دیدار تو ہمیں میسر نہیں لیکن ان کے حسن و جمال کے تذکرے تو ہم کر سکتے ہیں ؎

دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حسن و جمال یار کے آثار ہی سہی

پس آؤ! حسن و جمال کی باتیں کریں اور حسن یار کی باتیں سننے کے لئے دعوت دے رہا ہوں

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فاضل مقرر نے امن عالم کے قیام کے سلسلہ میں قرآن مجید کی اس تعلیم کو پیش کیا کہ دنیا میں مبعوث ہونے والے تمام انبیاء و رسل۔ رشی منی اوتاروں کو عزت کی نظر سے دیکھا جائے۔ اور ان کے درمیان تفریق نہ ڈالی جائے۔ چنانچہ فرمایا: لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَ نَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ یعنی تم اے مسلمانو یہ کہو کہ ہم دنیا کے نبیوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کے درمیان تفرقہ نہیں ڈالتے کہ بعض کو مانیں اور بعض کو نہ مانیں—!!

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۵ پر)

خطبہ جمعۃ المبارک

بنی نوعِ انسان کیلئے جو خطرات اب اُبھر رہے ہیں وہ اتنے وسیع ہیں اور اتنے بھیانک ہیں کہ

جب تک ہم اُن کا گہرا تجزیہ کرکے اُن کے خلاف آج ہی سے جہاد نہ شروع کریں اُس وقت تک یہ خیال کرلینا کہ ہم امن کے ایک دور میں

امن کے گہوارے میں منتقل ہو رہے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ بلکہ آنکھیں بند کرکے خطرات کی آگ میں چھلانگ لگانے والی بات ہوگی

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۶؍نبوت ۱۳۶۹ ہش مطابق ۱۶؍نومبر ۱۹۹۰ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد جاوید صاحب مبلغ سلسلہ دفتر P.S. لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ
ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے —— (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا :-

آج امنِ عالم کو سب سے زیادہ خطرہ عصبیت اور خودغرضی سے ہے جو بدقسمتی سے اس وقت دُنیا کے اکثر سیاستدانوں کے دماغوں پر راج کر رہی ہیں۔ سیاستدان خواہ مشرق کا ہو یا مغرب کا، سیاہ فام ہو یا سفید فام، بالعموم سیاست کے ساتھ شاطرانہ چالیں اس طرح وابستہ ہو جاتی ہیں کہ اخلاقی قدروں اور سیاست کے اکٹھا چلنے کا سوال نہیں رہتا۔ صرف ایک اسلام ہے جس کی سیاست شاطرانہ چالوں سے پاک ہے اور وہی اسلامی سیاست ہے۔ ورنہ یہ کہہ دینا کہ اسلام ہمارا دین ہے اور ہماری سیاست ہے اور سیاست کی اقدار کو اسلام سے الگ کر دینا یہ ایک غیر حقیقی بات ہے۔ اس میں کوئی سچائی نہیں۔ اسلامی سیاست کا نمونہ دُنیا میں کہیں کوئی نمونہ دکھائی نہیں دے رہا خواہ وہ اسلامی ممالک ہوں یا غیر اسلامی ممالک ہوں ہر جگہ سیاست کا ایک ہی رنگ ڈھنگ ہے اور سیاست پر خودغرضی حکومت کر رہی ہے۔ اصولوں سے الگ عصبیتیں وہاں حکومت کر رہی ہیں پس

دُنیا کو سب سے بڑا خطرہ عصبیت سے اور خودغرضی سے لاحق ہے

جب رُوس اور امریکہ کے درمیان یہ صُلح کا انقلابی دَور شروع ہُوا تو دنیا کے سیاستدانوں نے بڑی اُمید سے مستقبل کی طرف نظریں اٹھائیں اور یہ کہنا شروع کیا کہ اب امن کا ایک نیا دَور شروع ہو گیا ہے۔ حالانکہ یہ محض خوابوں میں اور جاہلانہ خوابوں میں بسنے والی بات ہے۔ ان نئے انقلابی حالات کے نتیجے میں کچھ فائدے بھی پہنچے ہیں۔ لیکن کچھ نقصانات بھی ہُوئے ہیں۔ اور ان نقصانات میں سے سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ مشرق اور مغرب کی نظریاتی تقسیم کے نتیجے میں جو عصبیتیں پہلے دبی ہوئی تھیں وہ اب اُبھر کر سامنے آگئی ہیں اور دن بدن زیادہ اُبھر کر مختلف علاقوں میں کئی قسم کے خطرات پیدا کرنے والی ہیں جب بہت بڑے بڑے خطرات درپیش ہوں، جب دُنیا دو بڑے حصّوں میں منقسم ہو تو بہت سے چھوٹے چھوٹے خطرات اُن خطرات کے سائے میں نظر سے غائب ہو جایا کرتے ہیں یا بعض دفعہ دب جاتے ہیں، ایسا ہی بیماریوں کا حال ہے۔ بعض دفعہ ایک بڑی بیماری لاحق ہو جائے تو چھوٹی چھوٹی بیماریاں پھر ایسے انسان کو لاحق نہیں ہوتیں اور جسم کی توجہ اس بڑی بیماری کی طرف ہی رہتی ہے۔

پس بنی نوع انسان کے لئے جو خطرات اب اُبھرے ہیں وہ اتنے وسیع ہیں اور اتنے بھیانک ہیں کہ جب تک ہم ان کا گہرا تجزیہ کرکے اُن کے خلاف آج ہی سے جہاد نہ شروع کریں اُس وقت تک یہ خیال کر لینا کہ ہم امن کے ایک دور میں، امن کے گہوارے میں منتقل ہو رہے ہیں یہ درست نہیں ہے بلکہ آنکھیں بند کرکے خطرات کی آگ میں چھلانگ لگانے والی بات ہوگی۔ میں چند مثالیں آپ کے سامنے رکھنی چاہتا ہوں۔ تاکہ تمام دُنیا میں جماعت احمدیہ خصوصیت کے ساتھ ہر مُلک میں جہاں بھی جماعت احمدیہ موجود ہے، اُس کے دانشوروں تک یہ پیغامات پہنچائیں۔ انہیں سمجھانے کی کوشش کریں اور جہاں تک ممکن ہے اخلاقی دباؤ ڈالیں کہ وہ اپنے اپنے ملکوں میں ان خطرات کے خلاف آواز بلند کریں۔ اور اپنی اپنی رائے عامہ کو عِلمی روشنی عطا کریں اور اُن کو بتائیں کہ دُنیا کو اِس وقت کیا کیا خطرات درپیش ہیں۔ آج اگر توجہ نہ کی گئی تو کل بہت دیر ہو جائے گی۔

عراق و کویت کے جھگڑے میں جو بات کھل کر سامنے آئی وہ یہ نہیں تھی کہ ایک ظلم کے خلاف ساری دُنیا متحد ہو گئی ہے۔ اس حقیقت کو اس طرح دُنیا کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے کہ دیکھو روس اور امریکہ کی صلح کے نتیجے میں یا ان دو بلاکس کے قریب آنے کے نتیجے میں اب ساری دُنیا خطرات کا نوٹس لے رہی ہے اور امنِ عامہ کو جہاں بھی خطرہ درپیش ہوگا وہاں سب دُنیا اکٹھی ہو کر اس خطرے کے مقابلے پر متحد ہو جائے گی، یہ بات درست نہیں ہے۔ میں خطرات کی بعض مثالیں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ جو اس سے

بہت زیادہ بھیانک خطرات ہیں

جو عراق کی صورتِ حال سے دُنیا کے سامنے آئے ہیں اور اُن سے نہ صرف آنکھیں بند کی جا رہی ہیں بلکہ لمبے عرصے سے آنکھیں بند کی گئی ہیں۔ اور آئندہ بھی کی جائیں گی۔ یہاں تک کہ بعض قوموں کے خود غرضی کے مفادات ان خطرات کی طرف انہیں متوجہ ہونے پر مجبُور کریں۔

قومی اور نسلی خطرات اور لسانی اختلافات کے خطرات اور مذہبی اختلافات کے خطرات اور تاریخی جھگڑوں کے خطرات یہ اور اس قسم کی بہت سی قسمیں ہیں جن میں ہم خطرات کو تقسیم کر سکتے ہیں۔ اور اُن کی مثالیں جب سامنے رکھتے ہیں تو ایک انسان حیران رہ جاتا ہے کہ کتنے بڑے آتش فشاں مادے ہیں، کتنے بھیانک آتش فشاں مادے ہیں جو ساری دنیا میں جگہ جگہ دبے پڑے ہیں اور کسی وقت بھی ان کو چھیڑا جا سکتا ہے۔ چند مثالیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ مذہبی سیاسی خطرات میں سے

ہندوستان کی مثال

آپ کے سامنے ہے۔ وہاں پہلے سکھ قوم نے اپنے مذہب کی بناء پر ایک قومی تشخص اختیار کرتے ہوئے ہندوستان کی دیگر قوموں سے علیحدگی کا مطالبہ کیا۔ یہ مطالبہ پاکستان کے تصوّر سے کچھ ملتا جلتا مطالبہ ہے۔ لیکن خالصۃً سیاسی مطالبہ نہیں تھا بلکہ مذہب اور سیاست نے مل کر ایک عصبیت کو پیدا کیا اور اس عصبیت کے نتیجے میں باقی قوموں سے ان کا سا میں علیحدگی کا ایک رجحان پیدا ہُوا۔ اس کے برعکس اس کو دبانے کے لئے بھی عصبیتیں اُبھری ہیں۔ اور اس جھگڑے میں دونوں طرف سے کسی نے کبھی نہ یہ مطالبہ کیا ہے کہ آپس میں مل بیٹھ کر انصاف کے تقاضوں کے مطابق ان جھگڑوں کو طے کریں۔ اور یہ دیکھیں کہ کس حد تک انصاف اور حسنِ سُلوک کے نظریہ کے تابع یہ معاملات طے ہونے چاہئیں۔ اور خطرات اگر سکھوں کو درپیش ہیں تو ان کا ازالہ ہونا چاہیئے۔ لیکن دونوں طرف سے یہی آواز بلند کی جا رہی ہے کہ سکھ کہتے ہیں کہ ہندوستان کے ساتھ رہنا ہمارے لئے خطرہ ہے۔ ہمارے مذہبی قومی تشخص کو ہندوستان کے ساتھ رہنا ہمیشہ کے لئے مٹا دے گا اور ہندوستان کی طرف سے یہ کہا جا رہا ہے کہ اس آواز کو اگر ہم نے تسلیم کر لیا تو ہندوستان پھر اس طرح ٹکڑوں میں تقسیم ہونا شروع ہو جائے گا کہ اس کو پھر روکا نہیں جا سکتا۔ دونوں آوازوں میں بڑا وزن معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اگر آخری وجہ تلاش کی جائے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ دونوں طرف خودغرضیاں بھی ہیں اور دونوں طرف عصبیتیں بھی ہیں۔ ہندوستان نے تقسیم ہند کے بعد چھوٹی قوموں سے جو سلوک کیا ہے اس میں عصبیتوں نے بہت کام دکھلائے ہیں، بہت کردار ادا کیا ہے۔ ہندو بھاری اکثریت ہے اور

باوجود اس کے کہ ہندوستان کی ریاست مذہبی نقطۂ نگاہ سے قائم نہیں ہوئی ہے، لیکن ہندو نے ایک قومیت اختیار کر لی ہے۔ اور اپنی کثرت اور اکثریت کی بناء پر جو قوت ہندو کے ہاتھ میں ہے، اس قوت میں باقی چھوٹی قومیں شریک نہیں رہیں۔ اور فیصلے کی تمام تر باتیں ہندوؤں کے ہاتھ میں رہی ہیں۔ خواہ وہ اپنی حکومت کو سیکولر کہتے چلے جائیں مگر امر واقعہ یہی ہے اور ہندوؤں ہی میں صرف ہندوؤں کے ہاتھ میں نہیں بلکہ ہندوؤں کے ایک طبقے کے ہاتھ میں رہی ہیں۔ جسے ہم برہمن طبقہ یا اونچی ذات کا طبقہ کہہ سکتے ہیں۔ یہ وہ عصبیتیں تھیں جنہوں نے پھر آگے جھگڑوں کو جنم دیا ہے۔ بنیادی طور پر سیاست کارفرما تھی لیکن اس بنیاد کے نیچے حقیقت میں عصبیتیں دبی پڑی تھیں۔ اور ان عصبیتوں نے اس عمارت کو ضرور ٹیڑھا بنانا تھا جو عصبیتوں کے اوپر قائم کی جا رہی تھی۔ پس ہندوستان میں اس وقت ہمیں جو بہت سے خطرات نظر آ رہے ہیں ان کی آخری وجہ عصبیت ہے۔ اور انصاف سے ہٹ کر خود غرضی کے نتیجے میں فیصلے کرنے کا رجحان ہے۔ چنانچہ دیکھیں، اب جو مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان تفریق ہونی شروع ہوئی ہے اور بہت گہری RIFT پڑ چکی ہے بہت گہری دراڑیں پڑ گئی ہیں۔ اس کی بناء ہندو کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی عصبیت ہے اور مسلمان کہتے ہیں کہ ہندوؤں کی عصبیت ہے۔ اسی طرح لسانی لحاظ سے ہندوستان میں جو خطرات ابھر رہے ہیں ان میں بھی دراصل عصبیتیں کام کر رہی ہیں۔

جنوبی ہندوستان اس احساس محرومی میں مبتلا ہو رہا ہے کہ شمالی ہندوستان کی قومیں جو ہندی زبان سے زیادہ آشنا ہیں یا سنسکرت سے کسی حد تک آشنا ہیں وہ سارے ہندوستان پر حکومت کر رہی ہیں اور

ہندوستان میں جو تقریباً ۱۵۰۰ زبانیں بولی جاتی

ہیں ان زبانوں سے منسلک قوموں کے ساتھ انصاف نہیں ہو رہا۔ یعنی وہ قومیں جن کی یہ زبانیں ہیں، ان سب کے ساتھ انصاف نہیں ہو رہا۔ تو ہندوستان کی ہر تقسیم کے پیچھے دراصل پس منظر میں عصبیت اور خود غرضی دکھائی دے گی۔ ان کے نام مختلف ہو جائیں گے۔ کہیں لسانی جھگڑے نظر آئیں گے، کہیں مذہبی جھگڑے نظر آئیں گے، کہیں قومی جھگڑے نظر آئیں گے کہیں ذات پات کے جھگڑے نظر آئیں گے۔ مثلاً چھوٹی ذات کا ہندو جو ہے وہ ہزاروں سال سے اونچی ذات کے ہندو کے مظالم کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ اور ان کی چکی کے اندر پیسا جا رہا ہے۔ اور اس کو کوئی بھی انسانی شرف نصیب نہیں ہو سکا۔ اس قدر ظالمانہ سلوک ہے یعنی عملاً سلوک کی بات نہیں میں کر رہا۔ فلسفیاتی اور نظریاتی تفریق ایسی ہے کہ اس کے نتیجے میں یہ قومیں جو ہیں وہ کسی انسانی شرف کی مستحق ہی نہیں ہیں۔

حال ہی میں وی۔ پی۔ سنگھ صاحب کی جو حکومت ٹوٹی ہے

ان کے ٹوٹنے کی وجہ حقیقت میں یہی ہے کہ انہوں نے عصبیتوں کے خلاف آواز بلند کی تھی۔ انہوں نے انصاف کے حق میں جھنڈا بلند کیا تھا اور باوجود اس کے کہ خود اونچی قوم سے تعلق رکھتے تھے یعنی راجپوت قوم سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے چھوٹی قوموں کے حقوق دلانے کے لئے ایک عظیم مہم کا آغاز کیا۔ اسی طرح مسلمانوں کے مذہبی تقدس کی حفاظت کی۔ غرضیکہ یہ جو لڑائی ہندوستان میں اب شروع ہوئی ہے اس کے نام آپ کو مختلف دکھائی دیں گے۔ تفریقیں مختلف نہج کی ہوں گی۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ انصاف کی کمی اور عصبیت کا عروج یہی وہ بنیادی حقیقت ہے جو سارے ہندوستان کے لئے ایک خطرہ بن کر ابھر رہی ہے اور یہ خطرہ دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

برطانیہ جیسا ملک

جو بظاہر بیسویں صدی کے، اب تو اکیسویں صدی شروع ہونے والی ہے بیسویں صدی کے آخری کنارے پر دنیا کے ممتاز ترقی یافتہ ممالک میں شمار ہوتا ہے، یہاں آج تک عصبیتیں کام کر رہی ہیں اور ان کی سیاست آج بھی عصبیتوں سے آزاد نہیں ہو سکی۔ آئرلینڈ میں مذہبی عصبیت سیاست کے ساتھ مل کر اپنے جوہر دکھا رہی ہے۔ دوسری قوموں کے اوپر حکومت کرنے کا جو تاریخی تسلسل ہے وہ باوجود اس کے کہ تھم کر رکا ہوا دکھائی دیتا ہے مگر واقعۃً جاری ہے انگریز کی حکومت دنیا سے سمٹ کر بظاہر اب اپنے علاقے میں آ چکی ہے لیکن انگریز کی تجارتی حکومت انگریز کے سیاسی نفوذ کی حکومت آج بھی سب دنیا میں اسی طرح پھیلی پڑی ہے۔ اور یہ عصبیت کہ ہمیں حق ہے کہ ہم دنیا پر راج کریں اور ان کی اقتصادیات پر بھی حکومت کریں۔ ان کے جغرافیہ پر بھی حکومت کریں۔ ان کے سیاسی جوڑ توڑ پر بھی حکومت کریں اور ان کو اپنی خارجہ پالیسی پر آخری اور مکمل اختیار نہ ہو بلکہ عملاً ان کی خارجہ پالیسی کے رستے ہوں۔ خواہ بظاہر دنیا ہمارے اور ان کے درمیان اس کے اندر کوئی رشتہ نہ دیکھے لیکن اصولی اور

وسیع پیمانے پر جو خارجہ پالیسی بنائی جاتی ہے

یہ قومیں چھوٹی قوموں کو اس کے تابع دیکھنا چاہتی ہیں اور تب ان کو پتہ لگتا ہے کہ ہماری خارجہ پالیسی آزاد نہیں ہے جب اپنی خارجہ پالیسی کو اس رنگ میں تشکیل دینے کی کوشش کرتے ہیں جو ان بڑی قوموں کی قائم کردہ حدود سے تجاوز کرنے کے مترادف ہو جاتی ہے۔ یعنی تجاوز اختیار کرنے لگتی ہے۔ یعنی عملاً یہ ہو رہا ہے کہ بڑی قومیں چھوٹی قوموں کی خارجہ پالیسی اس طرح بناتی ہیں کہ انہوں نے خود بعض دائرے مقرر کر رکھے ہیں ان دائروں کے اندر رہتے ہوئے یہ دوسری قوموں سے اپنے تعلقات اختیار کریں یا ان میں تبدیلیاں پیدا کریں تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن جہاں ان دائروں سے باہر قدم رکھا وہاں ہم ضرور کوئی بہانہ ڈھونڈیں گے ان کے معاملات میں دخل دینے کا۔ اور ان کو اس کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ تو برطانیہ بذات خود عصبیتوں کا بھی شکار رہا ہے اور ان کی عصبیت طرح طرح کے مظالم دنیا پر بھی توڑ رہی ہے۔

نسلی عصبیتوں میں ہمیں مثال کے طور پر روس میں اس وقت بہت سے خطرات دکھائی دیتے ہیں۔ نسلی عصبیتوں کے لحاظ سے ترک قوم اس وقت ایسے تاریخی دور سے گزر رہی ہے کہ اس میں نئے نئے قسم کے خیالات اور امنگیں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ اگر اس قوم نے آئندہ چند سالوں میں کوئی نہ کوئی ایسی حرکت کرنی ہے جس کے نتیجے میں بہت بڑے بڑے عالمی تغیرات برپا ہو سکتے ہیں۔ یا کل عالم کے امن پر اس کا اثر پڑ سکتا ہے۔ میں نے گزشتہ خطبے میں بتایا تھا کہ ترکوں کی اکثریت ترکی سے باہر بستی ہے اور نصف سے زیادہ ان میں سے سوویٹ یونین میں رہتے ہیں۔ چنانچہ ترکی میں کل ترک ۴۴ ملین ہیں یعنی ۴ کروڑ ۴۰ لاکھ اور سوویٹ یونین میں ۴۲ ملین یعنی ۴ کروڑ اور ۲۰ لاکھ۔ اسی طرح چین میں ۷ ملین۔ گویا ان دونوں اشتراکی ملکوں میں بسنے والے ترک اپنی مجموعی طاقت کے لحاظ سے ترکی سے بھی زیادہ ہیں۔ ترکی میں بسنے والے ترکوں سے بھی زیادہ ہیں لیکن ان کا رجحان ان ملکوں کی طرف نہیں جن میں یہ رہتے ہیں۔ بلکہ ترکی کی طرف ہے۔ اور ترکوں کا رجحان بھی اب ان کی طرف ہے اور ان کی آنکھیں کھل رہی ہیں۔

میں جب پرتگال اور سپین کے دورے پر گیا

تو دونوں جگہ بلغاریہ کے ایمبیسیڈرز نے مجھ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ اور ملاقات کی۔ اور ان سے گفتگو کے دوران مجھے معلوم ہوا کہ یہ دونوں ترکی سے خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔ چنانچہ زیادہ تفصیل سے جب چھان بین کی گئی تو مجھے محسوس ہوا کہ یہ ترکی سے اس وجہ سے خائف ہیں کہ انہوں نے ماضی میں ترک قوموں پر کچھ زیادتیاں کی ہوئی ہیں۔ اور اب جبکہ روس کی حفاظت کا سایہ ان کے سر سے اٹھ رہا ہے تو ان کو خطرہ یہ ہے کہ ہم ترکی کے رحم و کرم پر چھوڑ دیئے جائیں گے اور ترک قوم اپنے تاریخی بدلے ہم سے لے گی۔ چنانچہ اس وقت تو مجھے علم نہیں تھا، یہاں آنے کے بعد جب میں نے مزید جستجو کی تو مجھے بلغاریہ کی پریشانی کی وجہ تو سمجھ آ گئی۔ ۱۹۸۹ء میں یعنی پچھلے سال بلغاریہ نے بلغاریہ کے اندر بسنے والے ترکوں پر اتنے مظالم کئے کہ ایک ہی سال میں ۳ لاکھ ترک بلغاریہ سے ہجرت کر کے ترکی چلے گئے۔ پس قومی عصبیتیں نہ صرف اس دور میں قائم ہیں بلکہ روس کے اندر برپا ہونے والے انقلاب کے نتیجے میں ابھر رہی ہیں۔ پس بہت ہی جاہل انسان ہوگا جو یہ کہہ دے کہ دنیا ایک بڑے امن کے دور میں داخل ہو رہی ہے۔ بڑی بڑی جنگوں کے خطرے ٹل گئے ہیں۔ عملاً یہ دبے ہوئے خطرے اب سر نکال رہے ہیں۔ اسی طرح آرمینیا اور ترکی کے درمیان دیرینہ مخالفتیں ہیں۔ اسی طرح آذربائیجان جو روس کا ایک علاقہ ہے اور آرمینیا، ان دونوں کے درمیان تاریخی مخاصمتیں چلی آ رہی ہیں اور جو ترک روس میں بستے ہیں ان میں بھی آپس میں ایک دوسرے سے اختلافات ہیں۔ اور ازبک ترک باقی ترکوں سے الگ اپنی ایک شخصیت کے متقاضی ہیں اور ان کو خطرہ ہے کہ اگر ہم روس کے دوسرے ترکوں کے ساتھ ملا دیئے گئے تو ہماری شخصیت اس میں کھوئی جائیگی اور ہم ان سے مغلوب ہو جائیں گے۔ اور ازبکستان اور ساتھ کے ہمسایہ ترک صوبوں میں لمبے عرصے سے لڑائیاں جاری ہیں اور اختلافات ہیں

جہاں تک نسلی تعصبات کا تعلق ہے

ان میں ہمیں اب افریقہ پر نظر کرنا چاہئے۔ دراصل یہ افریقہ میں جتنے بھی اختلافات ہیں اور خطرات ہیں ان کا پس منظر جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبے میں بیان کیا تھا، مغربی قوموں کا افریقہ پر تسلط ہے جس نے ماضی میں کئی قسم کے رنگ دکھائے اور قوموں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ ایک زبان بولنے والوں کو الگ الگ کیا۔ قبائل کی اس طرح تقسیم کی کہ ملک کے اندر بھی اختلافات دبنے کی بجائے اور زیادہ نمایاں ہو کر ابھرنے لگے اور اب موجودہ حالت میں افریقہ میں ایسے حالات درپیش ہیں کہ پہلے اگر روس اور امریکہ کی رقابت کے نتیجے میں بعض قوموں کو بعض قوموں کے خلاف تحفظات حاصل ہو گئے تھے، اب وہ تحفظات قائم نہیں رہ سکتے۔ اور بہت عرصے کے بعد ان کے اندرونی جھگڑے رنگ لانے لگیں گے۔ چنانچہ لائبیریا میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ دراصل [illegible] اس سے پہلے لائبیریا پر مغربی قوموں کی بڑی گہری نظر رہتی تھی۔ اور اختلافات جو قومی اختلافات تھے ان کو یہ لوگ کسی حد تک سنبھالے ہوئے تھے۔ لیکن جب روس اور امریکہ کی یہ رقابت ختم ہوئی

تو اچانک وہ خطرے سر اُٹھا کھڑے ہوئے اور سارے افریقہ میں اب جمہوریت کے نام پر اور MULTI PARTY سسٹم کو نافذ کرنے کے لئے آوازیں اُٹھنی شروع ہوئی ہیں تو سیاسی نقطۂ نگاہ سے بھی افریقہ مختلف خطرات کا شکار ہے یعنی سیاسی نقطۂ نگاہ سے مراد یہ ہے کہ کونسا سیاسی نظام وہاں جاری ہونا چاہیئے، اس نقطۂ نگاہ سے بھی اور قوموں کے درمیان سرحدی جھگڑوں کے لحاظ سے بھی اور بدقسمتی سے مذہبی نقطۂ نگاہ کے لحاظ سے بھی کئی قسم کے خطرات درپیش ہیں اور مشکل یہ ہے کہ اُن خطرات کو دُور کرنے کے لئے کوئی اجتماعی کوشش ابھی شروع ہی نہیں کی گئی۔ اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہ جب کہتے ہیں کہ ہم نے

ساری دُنیا کو اکٹھا کر کے عراق کے خطرے کی طرف متوجہ کر دیا

اور بہت ہی عظیم الشان کارنامہ ہوا ہے امن عالم کے قیام کے سلسلے میں، تو یہ محض فرضی باتیں ہیں اور جھوٹے حقیقت سے خالی دعوے ہیں۔ یہ سارے خطرات جو میں نے آپ کو دکھائے ہیں، یہ چند نمونے ہیں۔ بے شمار خطرات اس نوعیت کے ہیں جو آتش فشاں مادوں کی طرح جگہ جگہ دبے پڑے ہیں۔ بعض میں سرسراہٹ پیدا ہو رہی ہے اور وہ پھٹنے پر تیار بیٹھے ہیں اور بعض کچھ وقت کے بعد پھٹیں گے۔ لیکن جو تفریقیں ہیں یعنی قومی، لسانی، مذہبی، یہ تفریقات اپنی جگہ کھل کھیلنے کے لئے تیار بیٹھی ہیں۔ میں چند نمونے آپ کے سامنے اور رکھتا ہوں۔

گریک اور ٹرکش یعنی یونانی اور ترک قوم کے دیرینہ اختلافات جو نیٹو کی وجہ سے دبائے گئے تھے یعنی چونکہ گریس (GREECE) بھی مغربی ملک تھا اور ترکی بھی ایک حصے میں مغربی ہونے کے لحاظ سے یعنی یورپین کہلانے کی وجہ سے نیٹو کا ممبر تھا اس لئے ان کے مفادات کا تقاضا تھا کہ جب تک روس کا خطرہ درپیش ہے ان کو آپس میں نہ لڑنے دیا جائے۔ لیکن وہ اختلافات دبے ہیں، ختم نہیں ہوئے بلکہ کچھ عرصے کے لئے وقتی مفادات نے ان کو نظر انداز کئے رکھا لیکن موجود ہیں۔ اسی طرح آرمینین کا میں نے آپ کے سامنے ذکر کیا ہے۔ ہندوستان میں لسانی جھگڑے ہیں۔ سری لنکا میں لسانی تفریق کے نتیجے میں اور قومی تفریق کے نتیجے میں خوفناک جھگڑے ہیں۔ نسلی برتری کے اعتبار سے یہود کی طرف سے تمام دُنیا کو آج بھی اسی طرح خطرہ ہے جیسا گزشتہ کئی ہزار سال سے رہا ہے اور یہودی قوم دُنیا سے نسلی برتری کے تصوّر کو مٹانے میں بظاہر صفِ اوّل کا کردار ادا کر رہی ہے اور دنیا میں بہت پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ یہودیوں کی طرف سے کہ نسلی تفریقوں کو مٹانا چاہیئے اور نسلی تعصبات کو مٹانا چاہیئے۔ یہ صرف اس لئے کیا جا رہا ہے کہ ان کو خطرہ ہے کہ نسل کے نام پر یہود کو کسی وقت بعض قومیں اپنے غضب کا نشانہ نہ بنالیں۔ لیکن

جہاں تک یہود کی غیر قوموں پر نسلی برتری کا تعلق ہے

ان کا نظریہ ہٹلر کے نازی نظریہ سے کسی طرح بھی کم نہیں بلکہ ان کے لٹریچر کا میں نے تاریخی طور پر مطالعہ کر کے دیکھا ہے۔ آج کا لٹریچر نہیں، قدیم سے، حضرت داؤدؑ کے زمانے سے ان کے لٹریچر میں ایسا مواد ملتا ہے کہ گویا یہ قوم دُنیا پر غالب آکر دُنیا کو غلام بنانے کے لئے پیدا کی گئی تھی اور جب تک تمام عالم کو یہودی تسلط کے نیچے نہ لایا جائے دُنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ بات یہ بھی امن کی کرتے ہیں لیکن ایسے امن کی بات کرتے ہیں جو ان کے زاویۂ نگاہ سے امن دکھائی دیتا ہے اور ساری دُنیا کے زاویۂ نگاہ سے فساد اور ظلم دکھائی دیتا ہے۔ پھر اسی طرح امریکہ میں نسلی برتری کا تصور آج بھی اسی طرح اپنے جوہر دکھا رہا ہے۔ اگرچہ جہاں تک قانونی تحفظات کا تعلق ہے، امریکہ کے کالے لوگوں کو سفید فام قوموں کے ساتھ ایک مساوات عطا ہو چکی ہے۔ لیکن نسلی تعصبات ان قوانین کے ذریعہ مٹا نہیں کرتے۔ قوانین جو بھی ہوں نسلی تعصبات کا اپنا ایک قانون ہے جو رائج رہتا ہے۔ اور باقی قوانین پر غلبہ پالیتا ہے۔ پس امریکہ سیاہ فام قوموں کی جو موجودہ حالت ہے اس کو سفید فام قوموں کے برابر سمجھنا انتہائی پاگل پن ہوگا۔ کسی پہلو سے بھی ان کو مساوات نصیب نہیں۔ ہر پہلو سے وہ اتنا پیچھے جا چکے ہیں اور اتنا دبائے گئے ہیں کہ ان کے اندر نفرتیں اُبھر رہی ہیں۔ مجھے

جب میں امریکہ گیا تو کسی نے یہ کہا کہ آپ کی جماعت بہت آہستہ پھیل رہی ہے اور بعض دوسرے مسلمان فرقے ہیں وہ ان کالے افریقنوں میں بڑی تیزی کے ساتھ مقبول ہو رہے ہیں، آپ بھی کوئی ایسی ترکیب کریں۔ میں نے ان کو کہا کہ میں تو ایسی ترکیبوں کے خلاف جہاد کرنے کے لئے آیا ہوں۔ مذہب کے نام پر یہ اُن کے اندر دبی ہوئی نفرتوں کو اُبھارتے ہیں اور چنگاریوں کو آگ بناتے ہیں اور یہ ان کے مزاج کے مطابق بات ہے۔ اس لئے آج اگر احمدیت نفرت کی تعلیم دینا شروع کرے اور ان کے اندر جو احساس کمتری ہے اس سے کھیلنے لگے اور اس دبی ہوئی آگ کو شعلے بنانا چاہے تو جماعت احمدیہ اتنی منظم جماعت ہے کہ تمام دوسری جماعتوں پر اس لحاظ سے سبقت لے جا سکتی ہے۔

دس پندرہ سال کے اندر

سارے امریکہ کے کالوں پر جماعت احمدیہ قبضہ کر سکتی ہے۔ مگر ہمیں کسی عددی غلبے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم ایسے عددی غلبے کے منہ پر تھوکتے بھی نہیں جس کے نتیجے میں قومیں قوموں سے نفرت کرنے لگیں اور امن جو ہے وہ جنگ کی آگ میں تبدیل ہو جائے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کا نظریہ بالکل مختلف نظریہ ہے۔ ہمیں آج اگر غلبہ نصیب نہیں ہوگا تو دو سو سال کے بعد ہو جائے گا۔ چار سو سال، ہزار سال کے بعد ہو جائے گا لیکن وہ غلبہ نصیب ہوگا جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا غلبہ ہے۔ آپ کے خلق کا غلبہ ہے۔ آپ کی تعلیم کا غلبہ ہے جو قرآن کا غلبہ ہے۔ اسی غلبے کی ہمارے ذہنوں میں اور ہمارے دلوں میں قدر و قیمت ہے۔ باقی غلبے تو ظلم اور سفاکی کے غلبے ہیں۔ شیطانیت کے غلبے ہیں۔ ہمیں ان میں کوئی دلچسپی نہیں بلکہ ہم اُن کو مٹانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ ان سے ٹکرانے کے لئے، اُن سے تصادم کرنے کے لئے ہمیں کھڑا کیا گیا ہے۔

پس یہ جو نسلی تفریقیں ہیں یہ امریکہ میں شمال میں بھی ملتی ہیں اور جنوب میں بھی ملتی ہیں۔ وہاں کے ریڈ انڈینز کا جہاں تک تعلق ہے وہ تو تمام صفحۂ ہستی سے مٹائے جا چکے ہیں لیکن جنوبی امریکہ میں ریڈ انڈینز بڑی بھاری تعداد میں موجود ہیں بلکہ LATIN یعنی لاطینی قوموں کے مقابل پر بہت سے ممالک میں بھاری اکثریت میں موجود ہیں۔ اس کے باوجود اُن کو اس طرح دبایا جا رہا ہے، اس طرح اُن کے حقوق سلب کئے جا رہے ہیں کہ اس کے نتیجے میں دن بدن اُن کے اندر تشدد کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ اپنا انتقام لینے کے لئے اُن کے اندر ایسی تحریکات چل رہی ہیں جس کے نتیجے میں آج نہیں تو کل وہاں کئی قسم کے دھماکے ہوں گے اور یہ جو دھماکہ خیز رجحانات ہیں جن کے نتیجے میں جگہ جگہ بم چلائے جاتے ہیں۔ معصوم شہریوں کی زندگی لی جاتی ہے۔ امن عامہ کو برباد کیا جاتا ہے۔ اس کو آپ باہر بیٹھے جتنا مرضی CONDEMN کریں۔ نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔ اس کے خلاف تقریریں کریں۔ جب تک اُن وجوہات کی طرف متوجہ نہیں ہوتے جو یہ باتیں پیدا کرتی ہیں اُس وقت تک اِس قسم کی LARGE SCALE وسیع پیمانے پر کنڈمنیشن CONDEMNATION سے اور اُن پر تنقید کرنے سے تو یہ مسائل حل نہیں ہوں گے۔

پس نسلی تفریقوں کے نتیجے میں جو خطرات ہیں وہ بھی ساری دُنیا میں جگہ جگہ پھیلے پڑے ہیں۔

یوگوسلاویہ میں دیکھیں، چھ ریپبلکس ہیں

اور ان چھ ریپبلکس میں سے ہر ایک، ایک دوسرے سے غیر مطمئن اور ایک دوسرے سے دُور بھاگنے کے لئے کوشش کر رہی ہیں۔ دو خود مختار ری پبلکس تو ہیں جو کیتھولک مذہب سے تعلق رکھنے والے اور باوجود اشتراکیت کے لمبے دَور کے کیتھولیسزم (CATHOLICISM) وہاں آج تک بڑی قوت سے موجود ہے یعنی سیاسی حیثیت میں قوت کے ساتھ موجود ہے، مذہبی حیثیت سے پتہ نہیں کس حد تک موجود ہے۔ ان میں سلووینیکا (SLOVENICA) اور کروشیا (CROATIA) یہ دو بڑے بڑے ری پبلکس ہیں جو سب سے زیادہ امیر بھی ہیں ان کے اندر جو علیحدگی پسندی کے رجحانات ہیں

یہ بڑے نمایاں ہو رہے ہیں۔ جنوب میں سربیا (SARBIA) مسلمان اکثریت کا علاقہ ہے اور اسی طرح ایک اور علاقہ ہے غالباً کوسوو یا اس قسم کے نام ہیں، مجھے کچھ صحیح تلفظ یاد نہیں مگر البانین (ALBANIAN) SPEAKING جو بولی بولتے ہیں اُن کی بھاری اکثریت مسلمانوں کی ہے لیکن وہاں مذہب جمع قومیت اور سابق ہیں اُن کے ساتھ ظالمانہ سلوک، یہ چیزیں مل کر اُن کو آزادی پر انگیخت کر رہی ہیں اور وہاں بھی تحریکات پیدا ہو رہی ہیں اور اس وقت یوگوسلاویہ کی مرکزی حکومت کو ان مسلمان علاقوں سے ایسے خطرات محسوس ہو رہے ہیں کہ اُن پہ دن بدن زیادہ سختی ہو رہی ہے اور باہر سے لوگوں کے لئے وہاں جانا اور زیادہ مشکل ہوتا چلا جا رہا ہے۔ باقی جگہ نسبتاً آزادی ہے۔ ابھی ہم نے حال ہی میں ایک مرکزی وفد وہاں بھجوایا تھا۔ ایک بڑی کتابوں کی نمائش میں شمولیت کے لئے۔ تو انہوں نے بتایا کہ وہاں مسلمان علاقوں میں وہ نہیں جا سکے لیکن دوسرے علاقوں میں جہاں کچھ مسلمان بستے ہیں اُن سے اُن کا رابطہ ہو سکا۔ وجہ یہی تھی کہ آجکل وہاں بڑی سختی کی جا رہی ہے۔

سپین میں علاقائی تفریق

اور اُس کے نتیجے میں بموں کے دھماکے ایک لمبے عرصے سے جاری ہیں اور وہ تنازعات ایسے ناسور کی شکل اختیار کر چکے ہیں جو مستقل رستا ہی رہتا ہے۔ جس طرح آئرلینڈ کا ناسور ہے۔ پھر بین الاقوامی سرحدی تنازعات ہیں۔ پھر ایسے تنازعات ہیں جسمیں بعض قوموں نے بعض چھوٹی قوموں پر قبضہ کر لیا ہے اور اُن کے علاقوں کو ہمیشہ کے لئے اپنے ساتھ ضم کر گئے ہیں۔ جہاں تک پرانے تاریخی معاملات ہیں، اُن کو نہ بھی چھیڑیں اور حال ہی کی باتیں دیکھیں تو بڑے بڑے خطرات امن عالم کو اس قسم کے اختلافات کے نتیجے میں درپیش ہو سکتے ہیں۔

تبت اور چین کا معاملہ ہے۔

اب چین نے تبت پر زبردستی قبضہ کیا ہے اور ہندوستان نے بھی شور مچایا اور کوشش کی کہ تبت سے چین کو نکال سکے۔ لیکن چین کی غالب قوت نے ہندوستان کی ایک نہیں چلنے دی اور جو تصویریں یہاں کی ٹیلیویژنز پر تبت کے معاملے میں دکھائی جاتی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ سچی ہیں، پروپیگنڈا نہیں ہے تو چینی قوم کی طرف سے تبتی قوم کے اوپر بھی بڑے بڑے مظالم توڑے گئے ہیں۔

اب یہ بتایئے یعنی سوچیئے اور غور کیجئے کہ

عراق اگر کویت پہ قبضہ کرتا ہے

تو اس کا موازنہ تبت پر چین کے قبضے سے کیوں نہیں کیا جاتا۔ جبکہ امر واقعہ یہ ہے کہ وہاں قومی اختلافات بھی ہیں، نسلی اور مذہبی اختلافات بھی ہیں اور کئی قسم کے اختلافات ہیں جنہیں کچلا گیا ہے۔ جس کے نتیجے میں ایک قوم کو کچلا گیا ہے۔ یہاں تو ایک مسلمان ملک ہی نے (عراق) نے ایک ہمسایہ ریاست پر اس بناء پر حملہ کیا کہ عملاً تو ان کے درمیان فرق کوئی نہیں۔ وہی عرب وہ ہیں۔ وہی وہ ہیں۔ جیسے مسلمان یہ ویسے وہ مسلمان۔ لیکن تاریخی طور پر اور زیادہ پرانی تاریخ نہیں، اِس دور کی تاریخ میں ہی کویت عراق کا حصہ تھا اور

انگریزی حکومت نے

اُسے کاٹ کر جُدا کیا تھا۔ میں ہرگز یہ تلقین نہیں کر رہا کہ اس قسم کی تاریخ کے گڑے مُردوں کو اکھیڑا جائے۔ میں صرف آپ کو یہ دکھا رہا ہوں کہ

بنی نوع انسان کا عراق کے خلاف احتجاج

کسی تقویٰ اور انصاف پر مبنی نہیں ہے۔ اسرائیل جب دریائے اُردن کے مغربی کنارے پر قبضہ کر لیتا ہے تو اس قبضے کے نتیجے میں کسی کے

کان پہ جُوں نہیں رینگتی اور کوئی یہ خیال نہیں کرتا کہ اس سے امن عالم کو بڑا بھاری خطرہ درپیش ہو گیا ہے۔

پس خود غرضی ہے جو اس وقت دُنیا پر حاکم ہے اور خود غرضی سے خطرات درپیش ہیں۔ اور جو طاقتور بڑی قومیں ہیں ان کا رجحان یہ ہے کہ بہت سے خطرات کو اپنے سیاسی مفادات کی خاطر استعمال کرنے کے لئے یہ دبائے رکھتی ہیں اور اپنی سوچوں میں مزے لیتی رہتی ہیں کہ ہاں اگر فلاں شخص نے بدتمیزی کی یعنی فلاں لیڈر نے بدتمیزی کی یا فلاں قوم نے اپنے نئے پینترے دکھائے تو ہم اس صورت میں یہ جو وہاں دبا ہُوا خطرہ ہے اُس کو اُبھار دیں گے اور اس آتش فشاں مادے کو چھیڑ دیں گے تاکہ پھر اُن کو مزہ چکھائیں کہ اس طرح اختلافات ہُوا کرتے ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ ایران نے جب امریکہ کے ساتھ سختی کا سلوک کیا۔ جماعت احمدیہ چونکہ انصاف پر مبنی ہے جماعت احمدیہ نے ہرگز ایک دفعہ بھی ایران کی اس معاملے میں تائید نہیں کی کہ امریکہ کے سفارت کاروں کو وہ اپنے قبضے میں لے لیں۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلّم نے سفارتکاروں کا جو تقدّس قائم فرمایا ہے

اور اس بارے میں جو عظیم الشان تعلیم عطا کی ہے اس تعلیم سے انحراف کسی مسلمان حکومت کو زیب نہیں دیتا۔ پس ہم نے اُن کی تائید نہیں کی۔ لیکن یہ کہنا درست نہیں ہے کہ یکطرفہ ظلم تھا۔ امریکہ نے شاہ ایران کے ذریعے ایک لمبے عرصے تک ایسے مظالم توڑے ہیں؛ ایران کے عوام پر اور اس طرح جبر و استبداد کا اُن کو نشانہ بنایا گیا کہ اس کے نتیجے میں پھر دماغی توازن قائم نہیں رہتے۔ پھر جب انتقام کا جذبہ اُبھرتا ہے تو وہ کہاں متوازن سوچوں کے ساتھ صحیح رستوں پر چلایا جا سکتا ہے۔ انتقام تو پھر اعتدال کی راہ نہیں دیکھا کرتا۔ وہ تو سیلاب کی صورت میں اُبھرتا ہے اور سیلاب، کبھی یہ تو نہیں ہُوا کرتا کہ دریاؤں کے رستوں کے اوپر بعینہٖ ان حدود کے اندر چلیں۔ سیلاب تو کہتے ہی اس کو ہیں جو کناروں سے اُچھلنے والا پانی ہوتا ہے۔ پس انتقام کے جذبے بھی کناروں سے اُچھلتے ہیں اور ان کے نتیجے میں پھر بربادیاں ہوتی ہیں، جیسے آپ نے دیکھیں۔ لیکن اس پر جو انتقامی کارروائی پھر ایران کے خلاف کی گئی اس میں عراق کو استعمال کیا گیا کہ عراق کا ایران سے ایک تاریخی سرحدی اختلاف پایا جاتا تھا اور دونوں قوموں کے اندر اس بات پر اتفاق نہیں تھا کہ کہاں ایران کی حدیں ختم ہوتی ہیں یا عراق کی ختم ہوتی ہیں اور ایران کی شروع ہوتی ہیں۔ وہ خطرات ہمیشہ سے ترقی یافتہ بیدار مغز قوموں کی نظر میں تھے۔ اس موقعہ پر اُن کو استعمال کیا گیا۔ اس موقعہ پر عراق کو شہ دی گئی اور مدد کے وعدے دیئے گئے۔ میں نے جب پہلے اپنی کتاب MURDER IN THE NAME OF ALLAH میں یہ لکھا کہ سعودی عرب نے ان کی مدد کی تھی اور سعودی عرب نے بڑا انگیخت کیا تھا تو بعض لوگوں نے مجھے کہا کہ ثبوت کیا ہیں؟ یہ تو آپ کے اندازے ہیں۔ اب ثبوت سامنے آگیا ہے۔ سعودی عرب ڈنکے کی چوٹ کہہ رہا ہے کہ ایسا ظالم ملک ہے کہ

ہم نے ہی تو اس کو لڑنے کی طاقت دی تھی۔

ہم نے ہی تو ایران کے مقابل پر اس کی پشت پناہی کی تھی اور اب ہمیں آنکھیں دکھانے لگا ہے تو کھل کر دُنیا کے سامنے یہ حقیقت آچکی ہے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جو خطرات مختلف جگہوں پر دبے ہوئے ہیں اور بے شمار ایسی کشمیر ہیں ان دبے ہوئے خطرات کی۔ کشمیر کا جھگڑا بھی انہی میں شامل ہے اور بہت سے جھگڑے ہیں۔ ان دبے ہوئے خطرات کو یہ قومیں دیکھتی ہیں اور اس کے باقاعدہ جس طرح جغرافیہ میں نقشے بنائے جاتے ہیں کہ کہاں کہاں کون سی معدنیات دفن ہیں۔ اسی طرح سیاست کے نقشے بھی بنے ہوئے ہیں۔ یہ جو بیدار مغز تعلیم یافتہ، ترقی یافتہ قومیں ہیں ان کے ہاں باقاعدہ اس کے نقشے موجود ہیں

اور ان کو علم ہے کہ کس وقت کس خطرے کو اُبھارنا ہے اور کس بم کو چلانا ہے اور دھماکہ پیدا کرنا ہے اور یہ جو نیتیں ہیں یہ ساری انتقامی کارروائیوں کی غرض سے خاموشی سے ان کے ذہنوں میں موجود رہتی ہیں۔ ظاہر اُس وقت ہوتی ہیں جب ان کے خود غرضانہ مفادات ان کو ظاہر ہونے پر مجبور کر دیں۔ ورنہ ذہنوں میں موجود ہیں اور مغربی ڈپلومیسی کا حصہ ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ مسلمان ممالک بھی اسی سیاست میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ ہندو ممالک بھی اسی سیاست میں مبتلا ہو چکے ہیں اور بدھسٹ ممالک بھی اسی سیاست میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ ساری دُنیا پر اسی ظالمانہ سیاست نے قبضہ کر لیا ہے۔ اس کے اُوپر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے

خود غرضی راج کر رہی ہے

ناانصافی راج کر رہی ہے۔

ان خطرناک رجحانات کا جب تک قلع قمع نہ کیا جائے اُس وقت تک دُنیا امن میں نہیں آسکتی اور جنگ کے سائے دُنیا کے اُوپر سے نہیں ٹلیں گے بلکہ اب جبکہ روس اور امریکہ کی صلح ہو چکی ہے یہ چھوٹے چھوٹے خطرات زیادہ قوت کے ساتھ اُبھریں گے اور ان کو اب آتش فشاں پہاڑوں کی طرح جاگ کر آگ برسانے سے کوئی دُنیا میں روک نہیں سکے گا کیونکہ دُنیا کی بعض اور عظیم قوموں کے مفادات یہ چاہتے ہیں کہ کہیں نہ کہیں چھیڑ خانی چلی جائے۔ غالب کہتا ہے ؎

چھیڑ خوباں سے چلی جائے اسدؔ
گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

اب یہ بڑی قومیں، جو آپس میں خوباں نہیں تھیں اُس وقت بھی ان کی چھیڑیں جاری تھیں۔ اب ان کی صلح ہو گئی ہے تو یہ چھوٹی چھوٹی قومیں ان کے لئے خوباں بن گئی ہیں۔ ان کے ساتھ وصل تو ان کو نصیب نہیں ہو سکتا یہ حسرتوں کی چھیڑ خانی اب باقی رہ گئی ہے۔ اب یہ جو مضمون ہے سو فیصدی تو کچھ شعر اطلاق نہیں پاتے۔ اس لئے اسے کچھ تھوڑا سا حالات پر چسپاں کرنے کے لئے مجھے مولڈ (MOLD) کرنا پڑے گا۔ یہ حسرتوں کی چھیڑ خانی جب محبوب اور عاشق کے درمیان ہوتی ہے تو مارا تو ہمیشہ عاشق ہی جاتا ہے۔ کیونکہ محبوب طاقتور ہوتا ہے اور عاشق کمزور ہوتا ہے۔ معشوق کو عاشق پر ہمیشہ غلبہ رہتا ہے۔ لفظوں کی تفریق ہی یہ بتا رہی ہے کہ معشوق وہ ہے جو عاشق پر حکومت کرے۔ تو یہاں عشق اور معشوقی کا معاملہ تو نہیں ہے مگر غلبہ اور مغلوبیت کا معاملہ ضرور ہے۔ طاقت اور کمزوری کا تعلق ضرور ہے۔ پس یہاں اگر خوباں سے چھیڑ چلے گی تو حسرت ہمیشہ کمزور کے حصے میں آئے گی۔ حسرت کبھی محبوب کے حصے میں نہیں آیا کرتی۔ حسرت ہمیشہ محبت کرنے والے کے حصے میں آئے گی۔ پس بہت سی حسرتیں ایسی ہیں جو ہم کمزور غریب قوموں کے حصے میں آنے والی ہیں اور چھیڑ خانی سے ان لوگوں نے باز نہیں آنا۔ اس لئے جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تعلیم سے دُنیا کی سیاست کو روشناس کرائے اور

جس ملک میں بھی احمدی بستے ہیں

وہ ایک جہاد شروع کر دیں۔ ان کو بتائیں کہ تمہارا آخری تجزیہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ تمہارے ہر قسم کے خطرات کی بنیاد خود غرضی اور ناانصافی پر ہے۔ دُنیا کی قوموں کے درمیان جو چاہیں نئے معاہدات کر لیں، جس قسم کے نئے نقشے بنانا چاہتے ہیں بنائیں اور ان کو اُبھاریں لیکن جب تک اسلامی عدل کی طرف واپس نہیں آئیں گے۔ (واپس کیا؟ وہ پہلے کبھی نہیں گئے وہاں سے۔) اس لئے یوں کہنا چاہئے، جب تک اسلامی عدل کی طرف نہیں آئیں گے۔ جب تک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اخلاق میں پناہ نہیں لیں گے جو تمام جہانوں کے لئے ایک رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اس لئے صرف اور صرف آپ کی تعلیم ہے جو بنی نوع انسان کو امن عطا کر سکتی ہے۔ باقی ساری باتیں ڈھکوسلے ہیں۔ جھوٹ ہیں۔

سیاست کے تضادات ہیں۔ ڈپلومیسی کے دجل ہیں۔ اس کے سوا ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ پس امن عامہ کے قیام کی خاطر یا امن عالم کے قیام کی خاطر آج صرف جماعت احمدیہ ہے جس نے صحیح خطوط پر ایک عالمی جہاد کی بناء ڈالنی ہے۔ اس لئے میں آپ سب کو اس امر کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ دُنیا سے تعصبات کے خلاف جہاد شروع کریں اور دُنیا سے ظلم و ستم کو مٹانے کے لئے جہاد شروع کریں۔

سیاست سے عدل کو روشناس کرانے کیلئے جہاد شروع کریں۔

اگر یہ سب کچھ ہو تو یونائیٹڈ نیشنز یعنی اقوام متحدہ کی سوچ میں ایک انقلابی تبدیلی برپا ہو جائے گی۔ پھر اقوام متحدہ کی بہت سی کمیٹیاں ایسی بنائی جائیں گی جو جس قسم کے خطرے میں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں، ان کے اُوپر غور کرنے کے لئے اور ان خطرات کے ازالے کی خاطر وہ کام شروع کریں گی اور اس کے لئے ان کو دُنیا میں ایسے منصف مزاج سابق میں عدلیہ سے تعلق رکھنے والے کارکن مل سکتے ہیں جن کے انصاف کے اُوپر دُنیا کو کوئی شک نہیں ہے۔ مثلاً "ڈیشین" ہیں کینیڈا کے ایک جسٹس (Justice J. Dechene) ان کی انصاف کے نقطۂ نگاہ سے بڑی شہرت ہے۔ ہمارے پاکستان میں ہمارے پارسی ایک جسٹس تھے جسٹس دراب پٹیل صاحب جنہوں نے اس وجہ سے استعفیٰ دیدیا تھا کہ وہ سمجھتے تھے کہ فوجی انقلاب کے نتیجے میں جو کارروائیاں کی جا رہی ہیں ان کے لئے کوئی منصفانہ بنیاد نہیں ہے۔ چنانچہ ان کا انصاف کے نقطۂ نگاہ سے ایک تقویٰ کا مقام ہے۔

تقویٰ ایک بہت بڑا وسیع لفظ ہے۔

غیر مذہبی اقدار پر بھی تقویٰ کا لفظ صادق آتا ہے کیونکہ اخلاق حسنہ بالحقیقت اپنی آخری شکل میں خدا ہی سے تعلق رکھنے والی چیزیں ہیں۔ پس جو جسٹس یا جو منصف اپنے انصاف میں جن دوسری اغراض اور اثرات سے بالا ہو جائے اس کو انصاف کے لحاظ سے ہم متقی کہہ سکتے ہیں۔ پس ایسے متقی جسٹس آپ کو پاکستان میں بھی ملیں گے، ہندوستان میں بھی ملیں گے، سپین میں بھی ملیں گے۔ میں جب پرتگال گیا تھا تو وہاں ایک سابق جسٹس سے میری ملاقات ہوئی جن کو پرتگال کی حکومت اچھی نظر سے نہیں دیکھتی تھی کیونکہ یونائیٹڈ نیشنز نے بین الاقوامی معاملات میں جہاں ناانصافیاں ہو رہی ہیں اُن پر غور کرنے کا کام اُن کے سپرد کیا تھا اور ان کے بعض فیصلے پرتگال کے خلاف تھے۔ وہ پرتگیز تھے۔ اُن سے جب میں ملا تو انہوں نے ہنس کے کہا کہ تم اپنے مظالم کے قصّے، ناانصافیوں کے قصّے تیار رکھو، میں تو آواز اُٹھاؤں گا۔ لیکن کیا آواز، کن کانوں پر پڑنے کے لئے آواز اُٹھاؤں گا۔ کیونکہ جس ملک میں میں بس رہا ہوں جہاں ساری عمر میں نے عدالت کی ہے یہ خود مجھ سے ہی اس معاملے میں انصاف نہیں کر رہے اور دُنیا کی ساری قوتیں ناانصافی پر مبنی ہیں۔ دوستانہ ماحول میں بڑی لمبی گفتگو ہوئی۔ بہت معمر بزرگ ہیں۔ انسانی قدروں کے لحاظ سے لوگ اُن کی عزت کرتے ہیں۔ لیکن سیاسی نقطۂ نگاہ سے ان کو ایک طرف پھینکا گیا ہے تو دُنیا میں شریف النفس انصاف پر قائم عالمی شہرت رکھنے والے ایسے سابق جسٹس مہیا ہو سکتے ہیں یا دوسرے بعض سیاستدان، اتفاق سے ایسے بھی پیدا ہو جاتے ہیں جن کی انصاف کے لحاظ سے شہرت ہو جاتی ہے اُن کو چُن کر، نہ کہ جتھہ بندی کے نتیجے میں لوگوں کو چُنا جائے۔ پس انصاف کے نقطۂ نگاہ سے اگر ایسے لوگوں کو چُن کر ان خطرات کو مختلف قسموں میں بانٹ کر مختلف کمیٹیاں بنائی جائیں اور یہ فیصلہ ہو کہ ان خطرات کو ہمیشہ کے لئے مٹانے کے لئے بنیادی جھگڑوں کی وجہ پر غور ضروری ہے اور قوموں کی تعلیم و تربیت کی جائے اور دنیا کی رائے عامہ کو بتایا جائے کہ یہ جھگڑے ہیں، ان میں ہماری کمیٹیوں نے یہ یہ کام کئے ہیں۔ یہ حقیقی صورت اُبھر کر سامنے آئی ہے۔ پس

جو ضروری ہے اور زیادہ سے زیادہ کوشش یہ کرنی چاہئے کہ جھگڑوں کی کنہ کو سمجھ کر ان کی تہہ تک پہنچ کر دونوں متقابل

حل تو اس سٹیج کے اوپر ایک دم نہیں سوچے جا سکتے کیونکہ یہ معاملے بعض صورتوں میں بے حد اُلجھے ہوئے ہیں لیکن حل تلاش کرنے کی کوشش شروع کرنی ضروری ہے۔ پس جن لوگوں کو یعنی جن قوموں کو آج عراق میں ایک خطرہ دکھائی دے رہا ہے۔ میں اُن کو ہزار خطرے سارے عالم میں پھیلے ہوئے دکھا سکتا ہوں۔ اگر وہ واقعی امنِ عالم کے خواہاں ہیں تو جیسا کہ میں نے ان کو مشورہ دیا ہے وہ انصاف پر قائم ہوں کہ اسلامی انصاف پر قائم ہو کر جو نہ مشرق جانتا ہے نہ مغرب، نہ شمال اور جنوب کی تقسیم سے واقف ہے بلکہ محض اللہ کو پیشِ نظر رکھ کر

ایک نظریۂ انصاف

پیش کرتا ہے اس اسلامی انصاف پر قائم رہ کر اگر یہ اپنے تنازعات کو حل کرنے یا دُنیا کے تنازعات اور جھگڑوں کو حل کرنے کی کوشش کریں گے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ دُنیا کو امن نصیب ہو سکتا ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دستِ شفقت سے یہ امن نصیب ہو سکتا ہے کیونکہ

ایک ہی نبی ہے جس کو رحمۃ للعالمین قرار دیا گیا ہے۔

پس جسے خدا نے سب دنیا کی قوموں اور سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اس کے سخی ہاتھ جب تک تم دستِ سوال نہیں بڑھاتے، جب تک اس سے فیض نہیں پاتے تم دُنیا کو امن نہیں عطا کر سکتے۔ اس سلسلے میں جماعت احمدیہ کو ایک عالمگیر جہاد شروع کر دینا چاہیئے اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو۔

مکرم شیخ قطب الدین صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ کینڈرہ پاڑا وفات پا گئے!

افسوس کہ مکرم شیخ قطب الدین صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ کینڈرہ پاڑا اڑیسہ جو علاج کے لئے بھنیشور آئے ہوئے تھے، خاکسار کے گھر میں مورخہ ۲۱/۱۲ کو اچانک وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ٥

اوائل زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں حضرت مولوی ضیاء الحق صاحب رضؓ کے ذریعے کینڈرہ پاڑا میں احمدیت قائم ہوئی۔ سب سے پہلے کینڈرہ پاڑا کے چار اشخاص، شیخ امیر اللہ صاحب مرحوم۔ شیخ انعام اللہ صاحب مرحوم۔ شیخ سعید اللہ صاحب مرحوم اور شیخ گوپالی صاحب مرحوم بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے اب یہ جماعت دن بدن ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

مکرم شیخ انعام اللہ صاحب مرحوم کے بڑے اور چھوٹے بیٹے ارتداد اختیار کر کے عبرتناک حشر سے دوچار ہوئے۔ لیکن منجھلے بیٹے مکرم شیخ قطب الدین صاحب احمدیت پر ثابت قدم رہے اور سالہا سال تک جماعت کے صدارت کے عہدے پر فائز رہے۔

مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند۔ سلسلہ احمدیہ سے محبت رکھنے والے اور دین کی تڑپ رکھنے والے انسان تھے۔ مرحوم کو بھنیشور سے کینڈرہ پاڑہ لے جایا گیا جہاں آبائی قبرستان میں دفن کیا گیا۔ مکرم مولوی شیخ عبدالحلیم صاحب مبلغ سلسلہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مرحوم اپنے پیچھے سوگوار بیوہ۔ تین لڑکیاں اور دو لڑکے چھوڑ گئے ہیں جو سب کے سب خدا کے فضل سے احمدیت کے فدائی ہیں۔

احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریقِ رحمت کرے اور جنت کے اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ اور ہم تمام بھائی بہن اور والدہ محترمہ اور دیگر پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔ مرحوم کی اہلیہ صاحبہ کی طرف سے بغرض دُعا یکصد روپیہ اعانت بدر میں ادا کیا گیا ہے۔ خاکسار: شیخ مصلح الدین احمد بھنیشور

تصحیح:- اخبار بدر مورخہ ۲۲/۱۱ کے شمارہ میں بقایاداران بدر کی فہرست میں زیر خریداری نمبر 3765/1 مکرم ایچ اے سید صاحب امریکہ کا نام غلطی سے شائع ہو گیا ہے۔ موصوف بقایادار نہیں ہیں ادارہ اس کیلئے معذرت خواہ ہے۔ (منیجر بدر)

خصوصی درخواست دُعا

خاکسار انشاء اللہ تعالیٰ عزیزم مرزا کلیم احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کی شادی کے سلسلہ میں مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۹۱ء کو پاکستان کے لئے روانہ ہو رہا ہے۔ عزیز کی شادی عزیزہ فرحانہ نوزیہ سلمہا اللہ تعالیٰ بنت محترم سید احمد صاحب مرحوم ابن حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ سے مورخہ ۲۰/۱ کو ربوہ میں ہو رہی ہے۔ اور مورخہ ۲۱/۱ کو دعوتِ ولیمہ کی تقریب مقرر کی گئی ہے۔

میں اپنے تمام بزرگوں، بھائیوں اور بہنوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا کریں۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کے حق میں دُعاؤں کو ہمارے حق میں قبول فرماتے ہوئے پاکیزہ نسل کا سلسلہ بھی جاری فرمائے۔ آمین!

خاکسار:
آپ کی دُعاؤں کا طلبگار
مرزا وسیم احمد قادیان

سال ۱۹۹۱ء میں تبلیغی و تربیتی جلسوں کا پروگرام

عہدیداران، مبلغین اور معلمین کرام جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے گزارش ہے کہ درج ذیل پروگرام کے مطابق شایانِ شان رنگ میں جلسوں کا اہتمام کریں اور بروقت مختصر اور جامع رپورٹیں نظارت ہذا کی معرفت اخبار بدر کو بھجوائیں۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کم از کم چار جلسے دوران سال منعقد کئے جائیں۔ سہولت کے مطابق تاریخوں میں تبدیلی کی جا سکتی ہے:-

(۱) جلسہ یوم مصلح موعودؓ - ۲۰ فروری (تبلیغ) ۱۳۷۰ ہش / ۱۹۹۱ء
(۲) جلسہ یوم مسیح موعودؑ - ۲۳ مارچ (امان) //
(۳) جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم - ۲۸ اپریل (شہادت) //
(۴) جلسہ یوم خلافت - ۲۷ مئی (ہجرت) //
(۵) جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم - ۳۰ جون (احسان) //
(۶) ہفتۂ قرآن کریم - یکم تا ۷ جولائی (وفا) //
(۷) جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم - ۲۵ اگست (ظہور) //
(۸) جلسہ یوم پیشوایان مذاہب - یکم ستمبر (تبوک) //
(۹) جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ستمبر (تبوک) // بمطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ
(۱۰) یوم تبلیغ - کم از کم دو مرتبہ اجتماعی طور پر ماہ جون اور ماہ اکتوبر میں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

پیغام سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ

بقیہ صفحہ ۹

اُن کا ہر لمحہ مبارک کرے۔ رُوحانی فیوض سے آپ کے دامن بھر دے اور روحانی دولت سے مالا مال ہو کر آپ خیر و عافیت سے اپنے وطن اور گھروں کو لوٹیں اور جو فیض آپ نے یہاں سے پایا ہے اسے دوسروں تک بھی پہنچانے کی سعادت حاصل کریں۔

والسلام خاکسار
مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

یکم جنوری سنہ ۹۱ء سے چندہ بدر سالانہ /75 روپیہ کر دیا گیا ہے۔ (منیجر بدر)

پیغام

لندن 5-12 1369/1990

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

برموقعہ جلسہ سالانہ قادیان۔ بھارت منعقدہ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۹۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۝

پیارے شرکائے جلسہ سالانہ قادیان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کا بہت احسان ہے کہ اس نے آپ کو اس عظیم بابرکت اجتماع میں شرکت کی توفیق عطا فرمائی ہے جس کی بنیاد سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو اسی مقدس بستی قادیان میں رکھی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس پہلے جلسہ میں حاضرین کی تعداد ۷۵ تھی لیکن غالباً اس تعداد میں عورتوں کو شامل نہیں کیا گیا تھا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے لئے علیحدہ انتظام ہی شروع نہ ہوا ہو۔ خدا کی تقدیر نے بعد ازاں ثابت فرما دیا کہ جس مبارک وجود نے اس جلسہ کی داغ بیل ڈالی اور اس کے چند صاحب جو اس جلسہ میں شریک ہوئے ان کا مقام خدا کی نظر میں بہت بلند تھا اور ان کی عاجزانہ دعائیں خدا کو پسند آئیں۔ چنانچہ آج جبکہ تقریباً ایک سو سال اس سے پہلے جلسہ کو گذر چکے ہیں اس عرصہ میں دنیا بھر میں اتنے ممالک میں جماعتیں قائم ہو چکی ہیں کہ حاضرین جلسہ کی تعداد سے ان ممالک کی تعداد کہیں زیادہ ہے۔ اور ان میں سے ہر ملک میں ان کے سالانہ جلسوں کے شرکاء کی حاضری بھی ۷۵ سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ آخری جلسہ جسمیں مجھے پاکستان میں شمولیت کی توفیق ملی اس ایک جلسہ میں خدا کے فضل سے ۲ لاکھ سے زائد مرد و زن شریک تھے۔ انگلستان کے گذشتہ جلسہ میں بھی ۸ ہزار کے لگ بھگ اور جرمنی کے جلسہ میں دس ہزار سے زائد حاضری تھی۔ اسی طرح افریقہ اور یورپ اور ایشیا کے بکثرت ایسے ممالک ہیں جن میں ہزارہا کی تعداد میں جلسوں میں شرکت کی جاتی ہے پس خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ [illegible] بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں کا منظر دنیا میں ہر طرف دکھائی دیتا ہے۔

میری نصیحت آپ کو یہ ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے تعداد میں اتنی برکت دی ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کی اس دعا کو غیر معمولی طور پر شرف قبولیت بخشا ہے کہ "اک سے ہزار ہوویں بابرگ و بار ہوویں" وہاں ہمیشہ اس دعا کے دوسرے حصہ پر بھی آپکی نظر رہے اور ایسے نیک اعمال بجا لائیں کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کی روحانی اولاد کے طور پر حضرت مسیح موعود کی نیک تمناؤں پر پورا اترنے والے ہوں اور آپکے حق میں حضرت مسیح موعود کا یہ منظوم کلام پوری شان سے صادق آئے کہ "اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں ☆ حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں"۔

بیعت لدھیانہ کے ذریعہ ۱۸۸۹ء میں حضرت مسیح موعود کے مقدس ہاتھوں سے مشیت الٰہی نے جماعت احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ اس عظیم تاریخ ساز واقعہ کی یاد میں جماعت احمدیہ عالمگیر نے ۱۹۸۹ء کو صد سالہ جشن تشکر کے سال کے طور پر منایا۔ پس اگر پہلے جلسہ کی بنیاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے جلسہ تشکر کے انعقاد کا انتظام کیا جائے تو اس کے لئے موزوں سال ۱۹۹۱ء بنے گا۔ احباب جماعت سے میری یہ درخواست ہے کرتا ہوں کہ میری اس دلی تمنا کو بر لانے کیلئے دعاؤں کے ذریعہ میری مدد کریں کہ ہم آئندہ سال حبیب قادیان میں یہ تاریخی جلسہ تشکر منعقد کر رہے ہوں تو میں بھی اس میں شریک ہو سکوں اور کثرت سے پاکستانی احمدی احباب بھی اس میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کریں۔ اس دعا کے ساتھ یہ دعا بھی لازم ہے کہ خدا تعالیٰ ہندوستان کو امن عطا فرمائے اور ہندوستان کے شمال و جنوب میں نفرتوں کی جو تحریکات چلائی جا رہی ہیں اور ہندوستانی بھائی اپنے بھارتی بھائی کے خون کا پیاسا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ وحشت دور کرے اور سارے ہندوستان کو انسانیت کی اعلیٰ اقدار کے ساتھ وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہندوؤں، مسلمانوں اور سکھوں اور پارسیوں اور دیگر مذاہب کے سب لوگوں کو اختلاف مذہب کے باوجود ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ایک دوسرے کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ بات سب اہل ہند کے دل میں جاگزیں فرما دے کہ کوئی سچا مذہب خدا کے بندوں سے نفرت کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ مذہب کی صداقت کا نشان یہی ہے کہ بندگان خدا سے رحمت و شفقت کی تعلیم دے۔ یاد رکھیں کہ جو مخلوق سے محبت نہیں کرتا وہ خالق سے بھی محبت نہیں کرتا۔

پس احباب جماعت کو کثرت سے یہ دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ہندوستان کو اور اسی طرح باقی دنیا کو بھی امن نصیب فرمائے۔ قیام امن کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو میں پہلے ہی بار بار نصیحت کر چکا ہوں۔ اب خصوصیت سے ہندوستان کی جماعتوں کو اس طرف متوجہ کر رہا ہوں۔ آئندہ سال کے تاریخی جلسہ کے انعقاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے پہلے سے بھی بڑھ کر ہندوستان کے لئے اور اپنی قوم کے لئے امن کے لئے دعائیں بھی کریں اور کوشش بھی۔ خدا تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ آپ کو ہر قسم کی مشکلات اور مصائب سے نجات بخشے۔ ہر قسم کے خطرات سے بچائے۔ یہ دن جو آپ قادیان میں گزارنے کے لئے آئے ہیں۔

باقی ص ۸ پر

خطبہ جمعۃ المبارک

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ...(الخ) بڑی شدت سے التجا کرتا ہوں کہ خدا کے واسطے اس آیت کے درس آجکل اپنی مساجد میں اپنے ریڈیو پر اپنے ٹیلیویژن پر اپنے اخبارات میں دیں اور اپنے ملکوں کے باشندوں کو بتائیں کہ قرآن کریم تم سے کیا توقع رکھتا ہے اور اگر تم ٹرپڑے تو پھر ہرگز تمہاری موت اسلام کی موت نہیں ہوگی قرآن سچا ہے تمہارے دعوے جھوٹے ہو سکتے ہیں یہ ناممکن ہے کہ قرآن جھوٹا نکلے اور تمہارے دعوے سچے ہوں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۳ نبوت (نومبر) ۱۳۶۹ ہش / ۱۹۹۰ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد صاحب جاوید مبلغ سلسلہ دفتر پ۔س لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ——— (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○

(سورۃ آل عمران: آیات ۱۰۳-۱۰۴)

اور پھر آپ نے فرمایا:

یہ دو آیات جن کی میں نے تلاوت کی یہ سورۃ آل عمران سے لی گئی ہیں اور ان کا بسم اللہ کو شمار کرتے ہوئے نمبر ۱۰۳ اور ۱۰۴ ہے۔ پہلی آیت میں یہ فرمایا گیا کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے۔ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ اور ہرگز نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم مسلم ہو۔ اسلام لانے والے ہو۔ اور اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرنے والے ہو۔

اس آیت میں دو احکام جاری فرمائے گئے اور دونوں احکامات کے ساتھ ایک ایک سوال دل میں اٹھتا ہے۔ فرمایا تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے۔ سوال یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کرنے کا حق کیا ہے؟ کیسے تقویٰ کا حق ادا ہوگا؟ دوسرا ارشاد یہ ہے کہ ہرگز نہ مرو جب تک تم مسلمان نہ ہو اور مرنا اپنے اختیار میں نہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیسے ہم اپنی موت پر اختیار رکھیں گے۔ کس طرح اس حکم کی اطاعت کرسکتے ہیں جبکہ ہمیں علم نہیں کہ کس وقت ہمیں موت آ جائے گی۔ دراصل حقیقت اس آیت کے

یہ دونوں ٹکڑے تجزیہ دو سوال اٹھاتے ہیں ایک دوسرے کا جواب ہیں۔

اگر تم خدا کا ویسا تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے تو اس کے نتیجے میں تم ہمیشہ اپنے نفس کی ایسی نگرانی کرتے رہو گے کہ جس سے تم اپنے آپ کو ہر وقت اطاعت کی حالت میں رکھو گے۔ یہاں مسلم سے مراد یہ نہیں ہے کہ تم اسلام لے آؤ کیونکہ مخاطب ہی مومنوں کو فرمایا گیا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اے وہ لوگو جو ایمان لے آئے ہو تمہیں ہم حکم دیتے ہیں کہ اسلام کی حالت میں مرو اور اس حالت کے سوا کسی اور حالت میں نہ مرو۔ تو یہاں اسلام لانے سے مراد اطاعت ہے۔ خدا کی اطاعت کا اختیار کرنا اور خدا کے سپرد رہنا ہی تقویٰ کا حق یہی ہے۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ تقویٰ کا حکم ہے لیکن علم نہیں کہ تقویٰ کیسے اختیار کیا جاتا ہے ان کے لئے یہ آیت اُن کے اس سوال کا عمدہ جواب پیش کرتی ہے کہ تقویٰ اس طرح اختیار کیا جاتا ہے کہ

اپنی زندگی کے ہر لمحہ نگران رہو

کہ کسی وقت بھی ایسی باغیانہ حالت نہ ہو کہ اگر تم اس حالت میں مر جاؤ تو تم پر اس آیت کا مضمون صادق نہ آسکے اور یہ جو مضمون ہے: اپنی زندگی کی ہر حالت کی نگرانی کرنا۔ یہ ایک بہت ہی مشکل مضمون ہے کیونکہ بسا اوقات انسان ماحول سے پیدا ہونے والے اثرات کے نتیجہ میں جو ردّعمل دکھاتا ہے وہ ردّعمل تقویٰ سے ہٹا ہوا ہوتا ہے اور سپردگی کا ردّعمل اُسے نہیں کہا جا سکتا۔ چنانچہ دنیا میں جتنے بھی عوامل انسان کی فطرت پر عمل پیرا ہوتے ہیں اُن کا تجزیہ کر کے آپ دیکھ لیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر عمل کے نتیجے میں انسان کا ردّعمل بالعموم توازن سے ہٹ کر ہوتا

ہے۔ اور جہاں بھی انسان توازن کھو بیٹھے وہاں تقویٰ کی راہ گم ہو جاتی ہے اور ایک باغیانہ حالت پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ اس مضمون کو مزید گہرائی میں جاکر اگر باریکی سے اس کا مطالعہ کریں تو یہ مضمون نہ صرف یہ کہ زندگی کے ہر لمحے پر نگرانی کا طریق بتاتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی عام حالت میں بغیر کسی ہیجان کے بیٹھا ہوا ہے اسے کوئی قسم کی خبریں مل سکتی ہیں۔ کئی قسم کے معاملات اس سے ہو سکتے ہیں۔ ایک آدمی بلاوجہ اس کو غصہ دلا سکتا ہے، اس کے مزاج کے خلاف بات کرکے اور بلاوجہ چڑا کر یا ایک ایسی خبر دے کر جس سے اس کا نقصان ہوتا ہو اور بدتمیزی کے انداز میں دل دکھانے کی خاطر اس کو اگر کوئی بری خبر دے تو عام ایسی خبر کے نتیجے میں جو اثر ہے اس سے کہیں زیادہ شدت کا ردعمل پیدا ہوتا ہے۔ اور جو ردعمل ہے اس میں اکثر انسانوں کو اختیار نہیں ہوتا ان کا ردعمل حد سے بڑھ جاتا ہے یا نہیں۔ اگر ایک انسان کسی عمل سے کسی کو تکلیف دیتا ہے اور غصہ دلاتا ہے۔ مثلاً ایک تھپڑ کسی نے مار دی تو فوری ردعمل یہ ہوگا کہ میں اس کو دس تھپڑ مل مار دوں۔ ایک گالی دی تو ایک گالی کے جواب میں ایک گالی دے کر انسان یہ کہتا نہیں بلکہ دس، پچاس، سو گالیاں دے کر بھی بعضوں کا دل ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ کسی کو ایک ٹھونگا لگا دیں تو وہ بعض دفعہ اتنی ذلت محسوس کرتا ہے کہ اس کے نتیجے میں مار مار کر جب تک کچومر نہ نکال دے اس کا دل ٹھنڈا نہیں ہوتا تو یہ جو ردعمل کی حالت ہے وہ باغیانہ حالت ہے وہ سپردگی کی حالت نہیں۔ اس حالت میں اگر کوئی جان دے دے تو وہ اسلام کی حالت میں جان دینے والا نہیں ہوگا۔

اس سلسلے میں

ایک لطیفہ حضرت مصلح موعودؓ سنایا کرتے تھے

کہ ایک دفعہ ایک بہت موٹا تازہ پہلوان اکھاڑے سے آرہا تھا۔ خوب مالش کی ہوئی، سر منڈایا ہوا اور ٹنڈ کہتے ہیں جب بال بالکل نہ ہوں، اور چمکتی ہوئی کھوپڑی نظر آتی ہو تو اس کی ٹنڈ چمک رہی تھی۔ اس کے پیچھے پیچھے ایک کمزور نحیف انسان جو اس کی پھونک کی مار بھی نہیں تھا وہ چلا آرہا تھا۔ اس کو اس کا چمکتا ہوا صاف شفاف سر دیکھ کر شرارت سوجھی اور اسے بیچ بازار میں اچھل کر اس کو ایک ٹھونگا لگا دیا۔ وہ جس کو ہم پنجابی میں ٹھونگا مارنا کہتے ہیں (ٹھونگا ہی غالباً اس کا اردو میں لفظ ہے) بہرحال انگلی سے الٹی کر کے اس نے یوں سر پر ایک ٹھونگا لگایا۔ اس نے جو مڑ کے دیکھا کہ یہ کون ہے۔ سارا بازار ہنس پڑا۔ غصے میں آ کے اس کو اتنا مارا کہ نیم بے ہوش کر دیا۔ جب مار بیٹھا تو اسی نے کہا کہ پہلوان جی! آپ جتنا مرضی مار لیں جیسے اس ٹھونگے کا جو مزا آگیا ہے وہ آپ کو نہیں آسکتا۔ اب یہ ہے تو لطیفہ مگر اس میں فطرت کا ایک گہرا راز بیان ہوا ہے۔ ایک شخص کو بظاہر ایک ٹھونگا لگتا ہے لیکن وہ ایسی ذلت محسوس کرتا ہے کہ یہ نتیجہ میرا اتنی قدر خفیف ہو جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ دنیا کی نظر میں میں بالکل ذلیل اور رسوا ہو گیا۔ مبعوں تو جو دل کا ردعمل ہے اس کے نتیجے میں وہ پھر بیرونی ردعمل دکھاتا ہے تو ہمیشہ حد سے بڑھا ہوا ردعمل ہوتا ہے اور اعتداء میں داخل ہو جاتا ہے سوائے ایسے آدمی کے جو تقویٰ کا حق ادا کرنے والا ہو۔ ایک خوشخبری آپ سنتے ہیں اس پر بھی جو ردعمل ہوتا ہے وہ بھی یہی صورت اختیار کرتا ہے۔ بعض لوگ خوشی کی خبر سن کر اچھلنے لگ جاتے ہیں۔ بیہودہ لغو حرکتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ سیٹیاں بجانے لگتے ہیں بغلیں بجاتے ہیں۔ عجیب عجیب پاگلوں والی حرکتیں کرتے ہیں۔ خوشی کی کوئی خبر سنیں یا خوشی کا کوئی موقعہ دیکھیں۔ کسی پر فتح حاصل کریں یا اچانک کوئی بڑا منافع حاصل ہو، ہر ایسی حالت میں انسان اپنے ردعمل میں حد سے تجاوز کرنے والا ہوتا ہے اور وہ اس کی اسلام کی حالت نہیں ہے غم کی خبر دیکھیں تو بالکل نڈھال ہو کر اس غم کے اثر کے نیچے دب جاتے ہیں خوف کی خبر سنیں تو خوف سے مغلوب ہو جاتے ہیں۔ قرآن کریم کافروں کی حالت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

فَرِحٌ فَخُورٌ

وہ چھوٹی سی بات پر بے حد خوش ہو جانے والے اور معمولی سے حاصل کے نتیجے میں بے حد فخر کرنے لگ جاتے ہیں۔ اچھلتے ہیں اور اپنی بڑائی بیان کرتے ہیں تو درحقیقت ہر روز ہر لمحہ جب بھی ہم پر بیرونی عوامل اثر انداز ہوں وہ وقت ہے تقویٰ کا حق ادا کرنے کا اور اس وقت انسان اکثر بے خبری کی حالت میں ہوتا ہے اور کبھی بیدار مغزی کے ساتھ اپنے نفس پر غور نہیں کرتا کہ مجھ سے جو سلوک کیا گیا ہے یا جو کچھ مجھے اطلاع ملی ہے یا جو تبدیلی میرے حالات میں پیدا ہوئی ہے اس کے نتیجے میں اگر میں خدا کی نظر میں رہنے والا انسان ہوں یہ معلوم ہو کہ کون مجھے دیکھ رہا ہے تو میں کیا ردعمل دکھاؤں گا۔ خدا کی نظر میں رہنے والا انسان ہمیشہ معتدل ہوتا ہے۔ اس کا ردعمل کبھی بھی حد سے تجاوز نہیں کرتا اگر ایک ایسے انسان کی موجودگی میں جس کا آپ پر رعب ہو جس کی ہیبت آپ کے دل پر طاری ہو کوئی شخص آپ کی بے عزتی کرے تو آپ ہرگز اس طرح اس کو گندی گالیاں نہیں دیں گے جس طرح علیحدگی میں وہ بے عزتی کر جائے۔ اس وقت آپ کو کوئی نقصان پہنچائے تو دبا دبا اور گھٹا گھٹا ردعمل دکھائیں گے ورنہ اس کی بھی بے عزتی ہوتی ہے جس کی موجودگی میں آپ حد سے تجاوز کرتے ہیں۔ ماں باپ کی موجودگی میں بچوں کا ردعمل اور ہوتا ہے۔ ماں باپ سے علیحدگی میں اور ردعمل ہوتا ہے۔ ایک صاحب جبروت بادشاہ کے حضور درباریوں کے ساتھ اگر کوئی حرکت ہو تو ان کا ردعمل بالکل اور ہوگا اور گلیوں میں، بازاروں میں چلتے ہوئے انہیں درباریوں سے اگر کوئی بدسلوکی کرے تو ان کا ردعمل بالکل اور ہوگا۔

پس تقویٰ کا معنی یہ ہے اور تقویٰ کا حق ادا کرنے کا معنی یہ ہے کہ زندگی کی ہر وہ حالت جس میں آپ کے اوپر کسی قسم کے عوامل کارفرما ہوں آپ کی عام حالت میں تبدیلی پیدا کرنے والے کوئی بیرونی حرکات ہوں اس وقت اپنے ردعمل کو اس طرح دیکھو کہ جیسے تمہارا معبود خدا بھی اس کو دیکھ رہا ہے اور اگر ان معنوں میں خدا کے سامنے رہو تو یہ تقویٰ کی حالت ہے جس کا دوسرا نام اسلام ہے یعنی عملی دنیا میں ہر وقت خدا کے حضور سر بسجود رہنا اور اس کی اطاعت کے اندر رہنا اس کی فرمانبرداری اور اسکی سپردگی میں رہنا۔ پس یہ چھوٹی سی آیت دو سوال اٹھاتی ہے پیش فرماتی ہے اور اسلام کی ایک اور تصویر ایسی کھینچتی ہے جس کی طرف از خود کوئی اس آیت سے توجہ مبذول نہیں ہوتی وہ مضمون جب تک کھولا نہ جائے انسان پر از خود کھل نہیں سکتا چنانچہ فرمایا۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا۔

اگر تم تقویٰ کا حق ادا کرنے والے ہو اگر تم اس کے نتیجے میں یہ تسلی پا جاتے ہو کہ تم اس حالت میں جان دو گے جو سپردگی کی حالت ہے تو پھر جو کسوٹی ہم تمہارے سامنے رکھتے ہیں اس پر اپنے آپ کو پرکھ کر دیکھو اور اسلام کے جو حقیقی اور بنیادی معنی ہیں وہ ہم تم پر کھولتے ہیں اور یہ دیکھو کہ تم ان معانی سے انحراف تو نہیں کر جاتے۔ فرمایا۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا۔ حقیقی اسلام یہ ہے کہ اللہ کی رسی کو پکڑے رکھو یہ اطاعت کی حالت ہے مگر جمیعاً۔

اجتماعی طور پر، انفرادی طور پر نہیں

پس ایک اور مضمون بیان ہوا جو پہلے مضمون کے تسلسل میں ہی اس کا اگلا قدم ہے۔

"حبل اللہ" کس کو کہتے ہیں؟ پہلے اس پر میں کچھ بیان کر دوں پھر اس مضمون پر مزید کچھ روشنی ڈالوں گا۔ قرآن کریم کی رو سے "حبل اللہ" کا ترجمہ کرتے ہوئے وہ ایسی آیات ذہن میں ابھرتی ہیں جہاں حبل کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ایک تو آیت وہ ہے جہاں فرمایا

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ

مِنَ النَّاسِ۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں جن پر ذلت مسلط کر دی گئی ہے۔ اَیْنَمَا ثُقِفُوْا۔ جہاں کہیں بھی وہ پائے جائیں گے وہ ذلت اور رسوائی اور نکبت کی حالت میں پائے جائیں گے۔ اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰہِ۔ سوائے اس کے کہ اللہ کی حبل ان کو اس ذلت سے مستغنی کرنے والی ہو۔ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ اور لوگوں کی حبل اُن کو اس ذلت سے مستغنی کرنے والی ہو۔ ذلت سے اُن کی اس حصے میں حفاظت کرنے والی ہو۔

یہاں "حبل اللہ" سے اور "حبل الناس" سے ایک ہی مراد ہے کیونکہ دونوں جگہ حبل کا لفظ استعمال ہوا ہے اور تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہاں

حبل سے مراد عہد ہے

یعنی خدا کا عہد جو بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اس کے نتیجے میں بعض دفعہ قومیں ذلت سے بچائی جاتی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ان سے عہد ہے کہ اس حالت میں میں تمہیں ایک خاص تکلیف سے بچاؤں گا۔ تو بھی عہد کی نوعیت ہو اس کے نتیجے میں خدا کا عہد ان کو پہنچتا اور ان کی حفاظت کرتا ہے۔ اسی طرح قوموں کے عہد ہیں۔ ایک قوم کا دوسری قوم سے معاہدہ ہو جاتا ہے کہ اگر کوئی دشمن ہم پر حملہ کرے تو تم ہمارے دفاع کے لئے چلے آنا تو اس معاہدے کی رُو سے پھر بعض دفعہ بعض انسان بعض قسم کے شر سے بچائے جاتے ہیں تو حبل کا بنیادی معنی "عہد" ہوا۔

دوسرا حبل کا لفظ "حبل الورید" کے محاورے کے طور پر ہمیں قرآن کریم میں ملتا ہے۔ "حبل الورید" شہ رگ کو کہتے ہیں۔ یہ وہ رسی ہے جو دل اور دماغ کا تعلق سارے بدن سے ملاتی ہے۔ اور اگر یہ رسی کٹ جائے تو دل اور دماغ دونوں کا تعلق بدن سے کٹ جاتا ہے اور جس کا دوسرا نام موت ہے تو یہ وہ جگہ ہے یعنی وہ آیت جس کا مضمون میں نے بیان کیا ہے، یہ وہ جگہ ہے، جہاں حبل کا لفظ در حقیقت ان دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے یعنی واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً۔ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلقات کو استوار رکھو جو تمہاری زندگی کی ضمانت ہیں۔ اگر تمہارے ان تعلقات پر ضرب پڑ گئی یا منقطع ہو گئے تو اسی حد تک تم زندگی سے محروم ہو جاؤ گے۔ حبل کا دوسرا معنی بھی یہاں صادق آتا ہے اور پہلے معنی کی مزید تشریح کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ در حقیقت قرآن کریم نے تمام مومنوں کو ایک معاہدے کی رُو سے اپنے انبیاء اور شریعتوں سے باندھ دیا ہے اور یہ عہد اللہ تعالیٰ کا آغاز انسانیت سے لے کر آج تک ہمیشہ قوموں سے لیا جاتا رہا ہے

پس ہر صاحب شریعت نبی اور اس کی شریعت عملاً حبل اللہ بن جاتے ہیں کیونکہ خدا کے ساتھ کئے جانے والے عہد کے ذریعے وہ ان دونوں سے باندھے جاتے ہیں۔ شریعت کی اطاعت اور صاحب شریعت نبی کی اطاعت یہ ضروری ہو جاتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر "حبل اللہ" کا یہی معنی ہے تو ایک دفعہ ایک صاحب شریعت نبی آگیا اور شریعت پیش کر کے چلا گیا تو کیا ہر انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرا اس صاحب شریعت نبی سے ایک تعلق قائم ہو چکا ہے اللہ کی حبل کے ذریعے۔ میں اپنے عہد بیعت میں جو روحانی معنوں میں میں نے اس سے جوڑا ہے یا باندھا ہے مخلص ہوں اور ثابت قدم ہوں اور اسی طرح شریعت سے میرا تعلق ہے تو مجھے اب کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہے گویا میرا اسلام اسی سے کامل ہو گیا کہ میں نے ایک شارع نبی کو قبول کیا اور اس کی شریعت کے ساتھ اطاعت کا تعلق جوڑ لیا۔

یہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہی آیت یہ دیتی ہے کہ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً۔ اسلام سے مراد یہ نہیں ہے کہ تم شریعت سے تعلق جوڑ لو اور صاحب شریعت نبی سے تعلق جوڑ لو بلکہ "حبل اللہ" سے مراد یہ ہے یعنی دوسرے معنوں میں اسلام سے مراد یہ ہے کہ

اکٹھے رہ کر تعلق جوڑو

جہاں بھی تمہارا تعلق بظاہر قائم رہا اور آپس کا اتحاد ٹوٹ گیا وہاں تم اسلام کی حالت سے باہر نکل جاؤ گے۔ پس صرف خدا کی رسی کو پکڑنا کافی نہیں خدا کی رسی کو اجتماعی طور پر پکڑنا ضروری ہے۔

یہ ایک عظیم الشان مضمون ہے جس نے اس بات کی طرف توجہ مبذول فرمائی کہ امت کا شیرازہ بکھرنے نہیں دینا ورنہ شریعت اور صاحب شریعت نبی سے تمہارا تعلق کوئی کام نہیں دے گا۔ اگر تم بظاہر تعلق رکھتے ہو گے لیکن تمہاری حرکتوں کی وجہ سے، تمہارے اعمال کی وجہ سے یا تمہارے اقوال کی وجہ سے امت کا شیرازہ بکھرنے لگے گا اور تم ایک دوسرے سے جدا ہونے لگو گے تو پھر "حبل اللہ" سے تمہارا تعلق حقیقی معنوں میں شمار نہیں کیا جائے گا اور خدا کے نزدیک تم سزا کے مستحق ٹھہرو گے۔ پس اسلام کی یہ مزید تشریح ہے جو پہلی آیت سے ذہن میں نہیں ابھرتی تھی از خود ذہن اس طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا لیکن اس دوسری آیت نے اس کو کھول کر بیان فرما دیا۔ پس

بیعت خلافت کی جو ضرورت پڑتی ہے

وہ اس لئے نہیں کہ خلیفہ کوئی صاحب شریعت مامور ہوتا ہے بلکہ خدا کے صاحب شریعت رسول کے گذر جانے کے بعد اس قرآن کے یا اس کتاب کے باقی رہنے کے بعد جو ہر صاحب شریعت نبی کے بعد باقی رکھی جاتی ہے محض اُن سے تعلق کافی نہیں ہے، پھر جمعیت کیسے نصیب ہوگی۔ جمعیت مرکزیت سے نصیب ہوتی ہے اور نظام خلافت وہ جمعیت عطا کرتا ہے

خلافت سے تعلق ٹوٹ جائے تو پھر امتیں بکھر جاتی ہیں۔

پس جب بھی ایک امت دو فرقوں میں تبدیل ہو جائے یا تین یا چار یا پانچ فرقوں میں بٹ جائے اور ان میں سے کسی کا کسی خلافت سے تعلق قائم نہ ہو اور خدا کی رسی کو اس طرح نہ پکڑیں کہ گویا سب اکٹھے ہو گئے اور ایک ہاتھ پر جمع ہو گئے تو در حقیقت قرآن کریم کے بیان کے مطابق اُن کا "حبل اللہ" سے تعلق ٹوٹ جاتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ خلافت کے سوا کوئی دنیا کا نظام جمعیت پیدا نہیں کر سکتا۔ فرقے تو آپ کو بہت سے دکھائی دیں گے مگر کسی فرقے میں بھی وہ جمعیت نہیں ہے جو نظام خلافت کے اندر آپ کو دکھائی دیتی ہے پس خلافت راشدہ کے بعد آپ دیکھیں کہ کس طرح امت بکھرنے لگی اور متفرق ہونے لگی اور

وہ جمعیت جو آپ کو خلفائے راشدین کے وقت دکھائی دیتی تھی

وہ جب ایک دفعہ ٹوٹی تو پھر ٹوٹ کر بکھرتی چلی گئی اور ٹکڑوں پہ ٹکڑے ہوتی چلی گئی۔ پس یہ بہت ہی اہم مضمون ہے اسلام کا یعنی حقیقی اسلام کا کہ صاحب شریعت رسول سے تعلق باندھو اس کی ذات سے بھی تعلق باندھو اور اس کی شریعت سے بھی کیونکہ وہ عہد جو رسولؐ سے، صاحب شریعت رسولؐ سے باندھا جاتا ہے وہ صرف یہ نہیں ہوتا کہ ہم اس شریعت کی اطاعت کریں گے جو تجھ پر نازل ہوئی بلکہ یہ ہوتا ہے کہ اس شریعت کی بھی اطاعت کریں گے اور تیری بھی اطاعت کریں گے پس صاحب شریعت نبی کے گزرنے کے بعد جمعیت کا تصور ہی نہیں پیدا ہو سکتا اگر خلافت جاری نہ ہو ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ اس کے جانے کے بعد ہر شخص انفرادی طور پر "حبل اللہ" کو پکڑ لے اور یہی اس کے لئے کافی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ یہ کافی نہیں۔ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً۔

مل کر اکٹھے ہو کر تم نے "حبل اللہ" کو پکڑنا ہے

پس منطقی طور پر کوئی اور راہ دکھائی نہیں دیتی سوائے اس کے کہ نبوت کے بعد خلافت جاری ہو اور جب خلافت ایک دفعہ بکھر جائے تو پھر دوبارہ نبوت کے ذریعے قائم ہوتی ہے خواہ نہ پہلی شریعت کی نبوت کا اعادہ ہو۔ نئی شریعت نہ بھی آئے مگر دوبارہ آسمان سے "حبل اللہ" اترتی ہے اور پھر دوبارہ جمعیت عطا ہوتی ہے اس کے بغیر جمعیت نصیب نہیں ہو سکتی۔

پھر فرمایا۔ وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ ۔ دیکھو، اس وقت کو یاد کرو۔ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ ۔ یہ اللہ تھا جس نے تمہارے دلوں کو آپس میں محبت کے رشتوں میں مضبوطی سے باندھ دیا۔ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا ۔ تو یہ کیا عجیب معجزہ رونما ہوا کہ تم جو ایک دوسرے کے دشمن تھے، ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن گئے۔ وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ ۔ اور تم ایک ایسے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے جو آگ سے بھرا ہوا تھا۔ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا ۔ پس یہ اللہ تھا جس نے تمہیں اس گڑھے سے بچا لیا۔ اس کنارے کی حالت سے ہٹا کر تمہیں دور لے گیا۔ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ اپنی آیات تم پر کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

اب اس دوسرے حصے میں یہ مضمون بیان فرمایا کہ تفرقہ لازماً آگ تک پہنچاتا ہے۔ آگ سے مراد لوگ عموماً یہ سمجھتے ہیں کہ جہنم کی آگ مراد ہے مگر قرآن کریم کے محاورے سے ثابت ہے کہ

آگ سے مراد خوفناک لڑائیاں بھی ہیں

اور صرف مرنے کے بعد کی آگ مراد نہیں ہے بلکہ اس دنیا میں بھی جو مختلف جگہوں پر ہم ہر وقت قوموں کو آپس میں لڑتا دیکھتے ہیں یا ہر وقت نہیں تو کبھی کبھی لڑتا دیکھتے ہیں تو اس کی بنیادی وجہ تفرقہ ہے۔ اور جب تفرقہ شدت اختیار کر جائے تو ایسی قومیں لازماً پھر لڑائی کی آگ میں، حرب کی آگ میں جھونکی جاتی ہیں یہ ایک مزید کسوٹی اپنی حالت کو پہچاننے کے لئے پیش کر دی۔ فرمایا اگر تم سچے مسلمان ہو۔ اگر تم واقعی اللہ تعالےٰ کی اطاعت میں داخل ہو اور "حبل اللہ" کو تھامے ہوئے ہو تو یہ ناممکن ہے کہ تم آپس میں لڑ پڑو۔ یہ ناممکن ہے کہ تم آگ کی بھٹی میں جھونکے جاؤ یعنی لڑائی کی بھٹی میں جھونکے جاؤ۔ اللہ نے تمہیں اس آگ سے دور کر دیا یعنی "حبل اللہ" کے نتیجے میں تم اس کنارے سے دور لیجائے گئے اور جب تک تم اس کنارے پر کھڑے تھے تیز ہوا کا کوئی جھونکا بھی تمہیں اس میں دھکیل سکتا تھا، کوئی شدید دشمن ہی دھکا دے کر پھر اس میں گرا سکتا تھا لیکن جو کناروں سے دور ہٹ جائیں ان کو ایک جھونکا یا ایک یا دو چار دھکے تو اس آگ کے گڑھے میں نہیں گرا سکتے اور پھر "حبل اللہ" کو جس نے مضبوطی سے تھاما ہوا ہو وہ تو اتنی دور آگ کے کناروں سے نکل جاتا ہے کہ کوئی دنیا کی طاقت اس کو آگ میں دھکیل نہیں سکتی۔

اس مضمون کو سمجھنے کے بعد آپ اس زمانے میں آج بدنصیبی سے مسلمانوں کی جو حالت ہے اس کی طرف واپس آئیں

ایران اور عراق میں جو جنگ ہوئی

۸ سال تک مسلمان ایک دوسرے کا خون بہاتے رہے۔ کیا اس آیت کریمہ کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ آگ کے کنارے پر نہیں کھڑے تھے؟ کیا اس آیت کریمہ کی روشنی میں کوئی انسان یہ کہہ سکتا ہے کہ انہوں نے مضبوطی سے خدا تعالےٰ کی رسّی کو تھاما ہوا تھا؟ اور "جمیعاً"۔ وہ سب اجتماعی طور پر اس رسّی سے چمٹے ہوئے تھے؟ پس یہ آیت محض ایک نظریاتی فلسفہ پیش نہیں کر رہی بلکہ دنیا کی گہری حقیقتوں سے ہمیں آشنا کر رہی ہے ایسی ٹھوس حقیقتیں ہیں جن سے انسان نظر بچا کے نکل نہیں سکتا ایسی حقیقتیں ہیں جو قوموں کو گھیر لیا کرتی ہیں، اور خواہ آپ ان کو نظر انداز کریں۔ ان کے نتائج سے آپ بچ نہیں سکتے۔

پس قرآن کریم کا یہ ارشاد کہ تقویٰ اختیار کرو اور تقویٰ کا حق اختیار کرو یعنی تقویٰ اختیار کرو اور تقویٰ کا حق ادا کرو اور ہرگز نہ مرو جب تک تم مسلمان نہ ہو، مسلمانوں پر لازم کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت میں اکٹھے ہو کر ایک جان ہو کر خدا کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لیں اور اس حالت کو اس طرح جمے رہیں کہ ایک لمحہ کے لئے بھی ان کا ہاتھ خدا کی رسّی سے جدا نہ ہو اور ایک دوسرے سے بھی جدا نہ ہو یعنی ایک طرف خدا کی رسّی کو تھاما ہوا ہو اور دوسری طرف وہ سب اکٹھے ہوں اور مل کر ایک ہی رسّی کو پکڑا ہو۔

یہ وہ امتِ مسلمہ کی وحدانیت کا منظر ہے۔

جو قرآن کریم کی ان آیات نے تفصیل سے کھول کر ہمارے سامنے پیش فرمایا۔ بدقسمتی یہ ہے کہ مسلمان جو قرآن کریم کو پڑھتے بھی ہیں تو مضامین پر گہرا غور نہیں کرتے۔ اکثر تو ایسے ہیں جو نہ پڑھتے ہیں اصل زبان نہ غور کرنے کے مگر ان کے راہنما قرآن کریم کی آیات پڑھ کر ان کو اکٹھا کرنے کی بجائے ان کو ایک دوسرے سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں یعنی ظلم کی حد ہے کہ قرآن کریم تو اللہ کی رسّی کی یہ تعریف فرما رہا ہے کہ اس کو پکڑو اور اجتماعی طور پر پکڑو اور تم یقیناً ہر قسم کی آگ کے عذاب سے بچائے جاؤ گے۔ اگر تم لڑائی کے لئے تیار بھی بیٹھے ہو گے۔ ایک دوسرے کے گریبان پکڑنے کے لئے مستعد ہو گے تو اللہ تعالےٰ اس رسّی کی برکت سے تمہیں ایک دوسرے سے دور ہٹا دے گا یعنی دشمنی کی حالت سے دور ہٹا دے گا اور پھر محبت کی حالت میں قریب کرے گا اور اتنا قریب کر دے گا کہ تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن جاؤ گے۔ کتنا عظیم منظر ہے جو تقویٰ کے نتیجے میں پیدا کر کے دکھایا گیا ہے اور اس کے برعکس آج مسلمان علماء قرآن کے حوالے دے دے کر منہ سے جھاگیں اڑاتے ہوئے

ایک دوسرے سے نفرت کی تعلیم دیتے ہیں

پہلے ۸ سال تک دنیا نے یہ تماشہ دیکھا کہ ایران قرآن کے حوالے سے عراقی کے قتل کی تعلیم دے رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا کہ یہ کافر ہیں ان کو مارو اور ان کو قتل کرو اور تم غازی بنو گے اور اگر تم ان کے ہاتھوں سے مارے گئے تو تم شہید ہو گے اور عراقی علماء اسی زور اور شدت کے ساتھ اہل عراق کو یہ خوشخبری سنا رہے تھے کہ اگر تم ایرانی کافروں کے ہاتھوں مارے جاؤ گے تو یقیناً جنت میں جاؤ گے۔ خدا کے نزدیک تمہارا مرتبہ شہداء کا مرتبہ ہے اور اگر ان بختوں کو مارو گے تو ایک کافر کو واصلِ جہنم کر رہے ہو گے۔ یعنی ان کی یہ تقریریں اور خطبات ایسے نہیں تھے جو وقتی طور پر پیغام کی صورت میں لوگوں تک پہنچائے جا رہے ہوں۔

کھلم کھلا دنیا کے اخبارات میں یہ خبریں چھپتی تھیں

روزمرہ یہ اعلانات ہوتے تھے۔ ان کے ریڈیو ان کے ٹیلی ویژن ان کے اخبارات ان پروپیگنڈوں میں ہمیشہ منہمک رہے یعنی ۸ سال تک

اب آپ اندازہ کریں کہ یہ "حبل اللہ" ہے جس کی قرآن کریم تعلیم دیتا ہے۔ اب دوبارہ عراق ہے جس کے ساتھ سارا عرب تھا اور پھر جو اسلام اور غیر اسلام کی جنگ قرار دی جا رہی تھی اس نے مختلف روپ دھارے ہیں۔

کبھی تو یہ سنّی اسلام کی شیعہ اسلام سے جنگ قرار دی گئی۔

کبھی بدکرداروں اور غاصبوں کی جو حقیقت میں اسلام سے مرتد ہو چکے تھے ایمان والوں اور تقویٰ شعار لوگوں سے جنگ قرار دی گئی

بھی اہل عرب کی عجمیوں سے جنگ بن گئی اور جو بھی عرب ممالک عراق کے ساتھ اکٹھے ہوئے درحقیقت محض اسلام کے نام پر نہیں کیونکہ ان کے دوسری جگہ شیعوں سے اسی طرح تعلقات تھے بلکہ بہت سے شیعہ اکثریت کے ممالک بھی عراق کے ساتھ اکٹھے ہو گئے اس لئے کہ عرب تھے۔ اس لئے وہ جنگ عرب اور عجم کی جنگ بن گئی اور اس طرح انہوں نے عراق کی حمایت کی لیکن نام اسلام کا استعمال کیا کہ ظلم ہو رہا ہے۔ ایک ایسا ملک جو حقیقت میں اسلام سے دور جا پڑا ہے وہ مسلمانوں اور عربوں پر حملہ کر رہا یعنی دوہرا گناہ کر رہا ہے۔ اور اب آپ دیکھ لیں کہ عالم اسلام یعنی سنی عالم اسلام کہہ لیں یا عرب عالم اسلام عین بیچ سے دو نیم ہو چکا ہے اور بہت سے عرب مسلمان ممالک مل کر ایک بہت بڑے مسلمان ملک عراق کے مقابل پر اکٹھے ہو گئے ہیں اور وہ جنگ کی آگ بھڑکنے کو تیار بیٹھی ہے جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ اس وقت تم آگ کے کنارے پر کھڑے تھے یعنی کہ ایک وقت تھا کہ تم آگ کے کنارے پر کھڑے تھے، اللہ تھا جس نے تمہیں اس سے بچالیا۔ پس ابھی اس آگ کے گڑھے میں یہ پڑے نہیں ہیں لیکن اگر قرآن کریم پر ان کا ایمان ہے اور اس آیت کا مطالعہ کرتے ہیں تو بس کے حوالے سے۔

میں ان سب سے عاجزانہ التجا کرتا ہوں اور بڑی شدت سے التجا کرتا ہوں

کہ خدا کے واسطے اس آیت کے درس آج کل اپنی مساجد میں، اپنے ریڈیو پر، اپنے ٹیلی ویژنز پر، اپنے اخبارات میں دیں اور اپنے ملکوں کے باشندوں کو بتائیں کہ قرآن کریم تم سے کیا توقع رکھتا ہے اور اگر تم لڑ پڑے تو پھر ہرگز تمہاری حیثیت اسلام کی موت نہیں ہوگی۔ قرآن سچا ہے تمہارے دعوے جھوٹے ہو سکتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ قرآن جھوٹا نکلے اور تمہارے جھوٹ سچے ہوں۔

قرآن کریم فرماتا ہے

لَا تَفَرَّقُوْا۔ ہرگز تفرقہ اختیار نہیں کرنا۔ خدا کی رسّی کو اکٹھے مضبوطی سے تھامے رکھو اور یہی وہ چیز ہے جو تمہیں جنگوں کی ہلاکتوں اور جنگوں کے عذاب سے بچا سکتی ہے۔ پس تمام دنیا میں احمدیوں کو مسلمانوں کی توجہ اس طرف مبذول کروانی چاہیئے کہ تمہیں ہلاکت سے بچانے کا نسخہ قرآن کریم کی ان آیات میں ہے جن کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے۔ ان پر غور کرو، خدا کا خوف کرو اور مسلمان بمسلمان کی گردن کاٹنے سے اپنے ہاتھ کھینچ لے کیونکہ نہ مقتول کی موت اسلام کی ہوگی، نہ قاتل خدا کے نزدیک غازی ٹھہرے گا بلکہ ایک مسلمان کو قتل کرنے والا قرار دیا جائے گا۔ اور اگر اس قتل میں غیر قوموں کو بھی وہ اپنا شریک کر لیں، غیر مسلموں کو بھی آواز دے کر بلائیں آؤ اور ہمارے بھائیوں کی گردنیں اڑانے میں ہماری مدد کرو تو پھر یہ اور بھی زیادہ بھیانک شکل بن جاتی ہے۔ پس دعاؤں کا تو وقت ہے ہی کیونکہ دعاؤں کے بغیر دلوں کے قفل کھل نہیں سکتے۔ قفل نصیحت کی کنجی سے دل نہیں کھلا کرتے جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے توفیق نصیب نہ ہو۔ پس دعائیں بھی کریں اور کوشش بھی کریں اور مسلمانوں کی توجہ بار بار ان آیات کریمہ کی طرف مبذول کرائیں اور ان کو بتائیں کہ اسی میں تمہاری زندگی ہے اور اس سے روگردانی میں تمہاری موت ہے لیکن ایسی دردناک موت ہے جس کے متعلق قرآن کریم کی یہ آیت گواہی دے گی کہ جب تم مرے تھے تم تقویٰ کا حق ادا کرنے والے نہیں تھے۔ جب تم مرے تھے تو اسلام کی حالت میں نہیں مرے۔ پس ساری زندگی مسلمان کہلا کر اسلام کے اوپر چلنے کی کوشش کرتے ہوئے اور اب بظاہر اسلام کے نام پر

جان دینے کے باوجود اگر یہ بدنصیب انجام تمہارا ہو کہ خدا کا کلام تم پر گواہ بن کے کھڑا ہو جائے کہ اے ایمان کی باتیں کرنے والو! اے تقویٰ کی باتیں کرنے والو!! اے اسلام کی باتیں کرنے والو!!! خدا کا کلام گواہ ہے کہ تم نے نہ ایمان کا مزا چکھا ہے، نہ تم تقویٰ کا معنی جانتے ہو، نہ تم اسلام کی بات کرنے کا حق رکھتے ہو۔ پس

بہت ہی خطرناک وقت ہے جو ہم اپنی آنکھوں کے سامنے کھڑا دیکھ رہے ہیں۔ تمام دنیا میں ایک ہی جماعت ہے جو خدا تعالیٰ کی خلافت کی رسّی سے وابستہ ہے۔ اس "حبل اللہ" سے وابستہ ہے جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور آپ کی شریعت سے عہدِ وفا باندھ کر اکٹھے ہو کر ایک ہاتھ پر جمع ہو کر اس آیت کے مضمون کا حق ادا کر دیا اور "حبل اللہ" کو "جمیعاً" اجتماعی طور پر چمٹ گئے۔

پس نہ صرف یہ کہ آپ چمٹے رہیں بلکہ دوسروں کو بھی نجات کی دعوت دیں اور اس رسّی کی طرف بلائیں جو زندگی کی واحد ضمانت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ سننے والوں کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس مضمون کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں اور یہاں سے اپنی زندگی کا آب حیات حاصل کریں کیونکہ اس کے سوا زندگی کا کوئی اور ذریعہ باقی نہیں رہا۔

بقیہ صفحہ ۱۸

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ابتدائی زمانہ میں تالیف و تصنیف کی خاطر دس دس بیس بیس روپے کا مطالبہ فرمایا کرتے تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے بعد میں ایسا فضل فرمایا کہ آج جماعت کا بجٹ کروڑوں تک پہنچ گیا ہے اور عالمگیر سرگرمیاں نہایت وسعت اختیار کر چکی ہیں۔ اس وقت ہر منصوبہ کے لئے جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ تیار کرتے ہیں اس کے لئے روپیہ کوئی مسئلہ نہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہر روز وعدے آفتاب سے روشن تر ہو کر پورے ہو رہے ہیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔

تأثرات

اس کے بعد ایک CANADIAN احمدی مکرم عطاء الواحد صاحب نے نہایت پُراثر رنگ میں اپنے تأثرات بیان کئے۔

آپ نے اپنے قبولِ احمدیت کی داستان بیان کرنے کے بعد اپنے قلب میں جو عظیم الشان انقلاب ہوا تھا اس کا ذکر کیا آپ نے پاکستان میں احمدیوں پر کئے جانے والے ظلم و ستم کا ردِعمل کینیڈا میں اور دیگر مغربی ممالک میں ہو رہا ہے اس کا نہایت پُرجذب انداز میں اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ

میرا پیغام اہل پاکستان کو یہ ہے کہ جتنا وہ پاکستانیوں کو دکھ دیں گے ہم اس سے زیادہ کینیڈا میں تبلیغ کر کے احمدی بنا کر اس کا بدلہ لیں گے میں پاکستانی ملّاؤں کو کہنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ایک مسجد مسمار کریں گے تو ہم اس کی بجائے سو مساجد بنائیں گے یہ ملّاں لوگ یاد رکھیں کہ وہ قادیان کی روشنی کو کبھی بجھا نہیں سکیں گے۔

قادیان کی تہذیب اور اس کا ماحول اور رہن سہن قیام و طعام وغیرہ ہماری تہذیب اور تمدن سے بہت مختلف ہے۔ لیکن میں یہاں آنے کے بعد ایسا محسوس کرتا ہوں کہ میں یہیں کا رہنے والا ہوں اور یہیں کا باشندہ ہوں۔

نظم

اس پُراثر تقریر کے بعد سعید احمد صاحب سیالکوٹ نے حضرت مصلح موعودؓ کا ایک دعائیہ منظوم کلام نہایت پُردرد انداز میں سنایا جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے
حاصل ہو تم کو دید کی لذّت خدا کرے

باقی آئندہ

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ بقیہ صفحہ ۲

آپ نے اس موقعہ پر حجۃ الوداع کے عظیم الشان خطبہ کے اقتباس کو بھی پیش کیا اس کے علاوہ آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت و تعلیم کے بے شمار واقعات کو پیش کرتے ہوئے آپ نے خصوصی طور پر آپؑ کی کتاب پیغام صلح کا ذکر کیا اور بتایا کہ آپؑ نے ہندوؤں اور مسلمان دو بڑی قوموں کے نام یہ پیغام دیا کہ ہندوستان میں امن و اتحاد و شانتی اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ ایک دوسرے کے بزرگوں اور پیغمبروں کا احترام نہ کریں۔ اگر آپ کریں گے تو باہم نفرت و تفرقہ بازی کی جگہ محبت پیار اور باہم اعتماد پیدا ہوگا۔ آپ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا جماعت کے موجودہ خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ الودود نے بھی اس اخلاقی جہاد کی طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ تمام بانیان مذاہب کا دل سے احترام کریں۔ دنیا میں عدل و انصاف کو قائم کرنے کی کوشش کریں۔ جس کے لئے جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں قائم کیا ہے۔ اور جماعت کی سو سالہ زندگی اس جہاد پر شاہد ناطق ہے۔

نظم مکرم عطاء اللہ صاحب مرزا الشیء نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام کو خوش الحانی سے سنایا۔

جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کی ابتداء میں پہلی صدی کی قربانیوں کے شیریں ثمرات۔

اس نشست کی دوسری تقریر محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ کی مذکورہ عنوان پر ہوئی۔ صدر صاحب نے آپ کو خطاب کی دعوت دیتے ہوئے یہ اشعار پڑھے ؎

مرکز شرک سے آوازۂ توحید اٹھا
دیکھنا دیکھنا مغرب سے ہے خورشید اٹھا
نور کے سامنے ظلمت بھلا کیا ٹھہرے گی
جان تو جلد ہی ظلم صنا دید اٹھا

آپ نے بتایا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو جب لدھیانہ میں پہلی بیعت لے کر ایک پاک جماعت کی بنیاد ڈالی تو اس وقت صرف ۴۰ نفوس جماعت میں داخل ہوئے تھے۔ دنیاوی لحاظ سے اس وقت یہ واقعہ اتنا معمولی سمجھا گیا کہ خود لدھیانہ کے باشندوں نے بھی اس کو لائق التفات نہیں سمجھا۔ لیکن یہ کمزور بیج ایک تناور درخت میں تبدیل ہوا۔ اور فرد واحد ایک کروڑ دلوں میں بس گیا۔ اور قادیان کی گمنام بستی کا شہرہ ۱۲۴ ممالک میں پھیل گیا۔ تو دیکھنے والی بات یہ ہے کہ آخر یہ معجزہ کیسے معجزہ رونما ہوا۔ یہ سو سال کے عرصہ میں پھیلی ہوئی طویل داستان ہے۔

فاضل مقرر نے اس سو سالہ کے عرصہ میں اکناف عالم میں جماعت احمدیہ کو جو عظیم الشان فروغ حاصل ہوا ہے اس کا نہایت ایمان افروز انداز میں تذکرہ فرمایا۔

آپ نے اللہ تعالیٰ کے بے شمار افضال کے نزول کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ پہلے جلسہ سالانہ منعقدہ ۱۸۹۱ء میں ۷۵ نفوس شریک ہوئے تھے۔ دوسرے جلسہ سالانہ میں ۵۰۰ شریک ہوئے تھے۔ نوے سال گزرنے پر یہ تعداد ترقی پذیر ہو کر ۱۹۸۳ء کے جلسہ سالانہ ربوہ کی حاضری تین لاکھ کے قریب تھی۔ جس میں ۱۸ ممالک کے نمائندے شریک ہوئے تھے۔ اور جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کا پہلا جلسہ سالانہ جو لندن میں ہوا تھا اس میں ۶۴ ممالک کے ۱۵۰۰۰ نمائندگان نے شرکت کی تھی۔

آپ نے یورپ۔ امریکہ۔ کینیڈا جزائر شرق الہند۔ مشرق وسطیٰ ممالک بحر ہند میں جماعت احمدیہ کے عظیم الشان فروغ اور وسعت اور مساجد اور دارالتبلیغ کے قیام اور قرآن مجید کے ۵۲ زبانوں میں تراجم اور دیگر سینکڑوں زبانوں میں اسلامی لٹریچرز کی اشاعت کے بارے میں اعداد و شمار کی بنیاد پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی۔

صدارتی ریمارکس

محترم صاحب صدر نے فرمایا کہ مکرم خادم صاحب نے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ضمن میں رواداری کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جن پاکیزہ خیالات اور اعلیٰ تعلیم کا ذکر کیا ہے اس کے نہایت خوبصورت جلوے آپ کی حسین سیرت میں بھی نظر آتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک معاند مخالف آپ کو ساری رات گالیاں بکتا رہا۔ یہاں تک کہ سحری کا وقت ہو گیا۔ آپ نے گالی کا جواب گالی سے نہیں دیا اور نہ اسے روکا۔ بلکہ گالیاں سن کر دعا دو کی تعلیم دینے والے کو اس گالیاں بکنے والے پر ایسا ترس آیا کہ اپنے دوستوں سے فرمایا اسے کچھ دودھ یا پانی بھجوا دو۔ بے چارے کا گلا گالیاں دیتے دیتے خشک ہو چکا ہوگا۔ اس دوران صاحب صدر نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ لگانے کی بھی تحریک فرمائی۔

مکرم مولانا غوری صاحب کے خطاب کے بعد صدر اجلاس نے کہا کہ دوسری صدی کی قربانیوں کے شیریں ثمرات کے مضمون کا تذکرہ بڑا شیریں تھا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سو سال قبل قادیان کی گمنام بستی سے اٹھنے والی توحید کا نعرہ دنیا کے ۱۲۴ ممالک کے قریباً ایک کروڑ انسانوں کے ذریعہ دنیا کو گونج رہا ہے۔ آپ نے کہا کہ ساری دنیا پر افضال الٰہی کی بارشوں کا تذکرہ سن کر ہمارے پاکستانی بھائی سوچتے ہیں کہ ہمارا کیا ہوگا۔ ان کے جواب میں مجھے اس وقت فیض احمد فیض کے وہ اشعار یاد آ رہے ہیں جو اپنے حقیقی معنی میں ہمارے سوال کا جواب ہیں ؎

ہم دیکھیں گے لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے
وہ دن کہ جس کا وعدہ ہے جو لوح ازل میں لکھا ہے
جب ارض خدا کے کعبے سے سب بت اٹھوائے جائیں گے
ہم اہل صفا مردود حرم مسند پہ بٹھائے جائیں گے

غیر ملکی تاثرات

اس کے بعد مکرم مولانا کمال یوسف صاحب مبلغ انچارج سویڈن نے اپنے تاثرات سناتے ہوئے بتایا کہ خاکسار کو گذشتہ تیس پینتیس سال سے سویڈن ناروے اور ڈنمارک میں بطور مبلغ خدمت اسلام کی توفیق مل رہی ہے۔ خاکسار آپ کی خدمت میں سب سے پہلے تمام احباب سکنڈے نیویا کی طرف سے السلام علیکم کا ہدیہ پیش کرتا ہے۔

آپ نے بتایا کہ حضرت مصلح موعودؓ ۱۹۵۵ء میں جب یورپ تشریف لے گئے تو مبلغین کا ایک اجلاس بلایا تھا اور اس وقت یہ تجویز ہوئی تھی کہ شمالی یورپ میں بھی مشن کھولا جائے۔ اب خدا کے فضل و کرم سے ڈنمارک اور سویڈن میں نہایت خوبصورت اور عالی شان مساجد ہیں اور اوسلو میں ایک عظیم الشان مشن قائم ہے۔ نیز سویڈش اور نارویجین میں قرآن مجید کے تراجم شائع کرنے کی بھی توفیق حاصل ہوئی۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہاں جماعت احمدیہ کا ایک بہت بڑا ریڈیو سٹیشن کھولنے کی بھی توفیق حاصل ہوئی۔ اس ریڈیو سٹیشن کے ذریعہ جو پروگرام جب چاہیں ہم نشر کر سکتے ہیں۔ آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دوروں کے نہایت عظیم الشان اور ایمان افروز واقعات سنا کر سامعین کو محظوظ فرمایا۔

دوسرے نمبر پر جماعت ہائے انڈونیشیا کے نمائندے شریف احمد صاحب لبنی نے تقریر کرتے ہوئے سب سے پہلے جماعت ہائے انڈونیشیا ملیشیا اور سنگاپور کی طرف سے السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کا تحفہ پیش کیا۔ آپ نے جاوا سماٹرا میں مشن قائم کئے اور بہت تکالیف اٹھائیں ۲۶ سال کے طویل عرصہ پر اس علاقے میں آپ کی خدمات پھیلی ہوئی ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں مولوی محمد صادق صاحب بھی انڈونیشیا تشریف لے گئے اسی طرح ملک عزیز احمد خان صاحب اور مولوی عبدالواحد صاحب سماٹروی اور محترم سید شاہ محمد صاحب۔ احباب کو اس علاقے میں لعن حقیقی اسلام کی خاطر جانی قربانی پیش کرنے کا موقعہ ملا۔ باوجود انتہائی تکالیف کے اس وقت انڈونیشیا میں ۱۲ تبلیغی مراکز قائم ہیں۔ اور اسی کے قریب مساجد ہیں اور ماشاء اللہ بہت فعال اور مخلص جماعتیں قائم ہیں۔

غیر ملکی مہمانوں کے خطابوں کے بعد یہ دوسری نشست نہایت شاندار رنگ میں اختتام پذیر ہوئی۔

دوسرا دن - پہلا اجلاس

جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کی پہلی نشست مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۹۰ء بروز

جمعرات صبح ۱۰ بجے زیر صدارت محترم کمال یوسف صاحب مبلغ سویڈن منعقد ہوئی۔ سب سے پہلے محترم قاری محمد عاشق صاحب ربوہ نے قرآن مجید کی تلاوت کر کے اس کا ترجمہ سنایا اس کے بعد مکرم یحیٰی خان صاحب ربوہ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک منظوم کلام نہایت خوش الحانی سے سنایا جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار

وفات عیسیٰ علیہ السلام

آج کی نشست کی پہلی تقریر مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ سلسلہ احمدیہ کلکتہ نے مذکورہ عنوان پر تقریر قرآن مجید کی آیات، بائیبل اور انجیل اور احادیث سے بیان کرتے ہوئے۔ کہ حضرت رسول صادق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم نیز یہ قبک من عاشق ... الخ کی بنیاد۔ دلائل قرآن کریم سے وَمَا قتلوہ۔ بَلْ رفعہُ اللہ الیہ رفع کی حقیقت اور صلیبی موت سے کس طرح خدا نے اپنے برگزیدہ رسول کو بچایا۔ جس موت سے یہود ی آپ کو لعنتی ثابت کرنا چاہتے تھے۔ نیز آپ نے بتایا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو قرآن۔ تورات اور انجیل سے ثابت کر کے اسلام کو زندہ فرمایا کہ زندہ اور ہمیشہ کی زندگی پانے والا اگر کوئی دنیا میں انسان ہے تو وہ ہمارے آقا سیدنا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ؎

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمیں میں شاہ جہاں ہمارا
(اکمل)

آپ نے تاریخی شواہد سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کرتے ہوئے کہا کہ آپ کا پیغام اُن دس کھوئے ہوئے قبیلوں تک بھی پہنچانا تھا۔ جو یروشلم سے بھاگ کر کشمیر میں آکر آباد ہوئے۔ آپ نے تمام براہین سے اپنی تقریر کو مزین کیا۔

اسلام کی ہمہ گیر تعلیم

اس عنوان پر محترم سید فضل احمد صاحب Retd. S.P. of Police نے انگریزی زبان میں تمام مذاہب کی بنیادی تعلیمات کی یکسوئی۔ پیشوایان مذاہب کا احترام اور امن عالم کے ذیلی عنوانوں کی بنیاد پر نہایت پُر از معلومات تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں تمام اہل مذاہب کی بنیادی تعلیم توحید پر جو ایک مشترکہ تعلیم ہے تمام اہل مذاہب کو مجتمع ہونے کی قرآنی دعوت کی طرف روشنی ڈالی اور بتایا کہ بین المذاہب والاقوام کی یکسوئی کے لئے اس بنیادی تعلیم کو اپنانے کی ضرورت ہے۔

دوسرے نمبر پر آپ نے تمام پیشوایان مذاہب کی عزت و احترام کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ اسی طرح تمام مذہبی کتب اور معابد کی عزت و حفاظت کو اسلام کے بنیادی عقائد میں سے قرار دیا۔

آپ نے رب العالمین۔ رحمۃ للعالمین اور ذکر للعالمین کی نہایت بہترین رنگ میں تشریح کرتے ہوئے اسلام کی ہمہ گیر تعلیم پر روشنی ڈالی۔

نظم۔ اس تقریر کے بعد مکرم طاہر احمد صاحب ربوہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم ؎

جمال و حسن قرآں نور جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

بہت ہی خوبصورت انداز میں پڑھ کر سنائی۔

فضائل قرآن مجید

اس اجلاس کی تیسری تقریر خاکسار محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ کی فضائل قرآن کے عنوان پر ہوئی۔ خاکسار نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے سب سے پہلے الہام جو سورۃ العلق کی ابتدائی پانچ آیات پر مشتمل ہے کو بنیاد بنا کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بارے میں قرآن مجید کی تعلیمات بیان کیں اور بتایا کہ خلق الانسان من علق کی رو سے انسان اُسی وقت صحیح معنوں میں انسان کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے جب اپنا خالق خدا کی ذات تعالیٰ کے ساتھ اُنس و محبت کا تعلق ہو۔ دوسرے خدا کی مخلوق کے ساتھ اُنس اور تعلق ہو۔ قرآن مجید کے اسلوب بیان اور اُس کی معجز نمائی پر غور کرنے والے ہر شخص پر اُس کی حقیقت عیاں و ظاہر و باہر ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی تحدی کے ساتھ قرآن کی حقانیت و معجز نمائی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ؎

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

خاکسار نے قرآنی آیات سے سیاسی اور سماجی نوعیت کی رہنمائی کا ذکر کیا۔ کہ لَا خَیْرَ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰھُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَۃٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَیْنَ النَّاسِ یعنی وہی جماعت اور انجمن دنیا کی خیر خواہ ہو سکتی ہے جو غربا اور فقرا کی خبر گیری اور صاحب مندوں کی حاجت روائی کرتی ہو۔ غرضیکہ آپ نے ہر مکتب فکر کے لوگوں کے لئے قرآن مجید کی تعلیم کو مشعل راہ کے طور پر پیش کیا۔ آپ نے قرآن مجید کی تعلیم کی روشنی میں مسلمان ممالک کے باہم اختلافات کو دُور کرنے کے لئے تمام عالم اسلام کا مشترکہ فریضہ ہے کہ وہ ان کے درمیان صلح و آشتی۔ امن و اتحاد کی بنیاد ڈالی۔

خاکسار نے قرآن مجید کی عظمت کو ثابت کرنے کے لئے اُس کی بعض عظیم الشان پیشگوئیوں اور اُن کے پورے ہونے کی طرف روشنی ڈالی۔ نیز اس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر قرآن مجید کے بعض پیشگوئیاں جو آپ کی اور آپ کی جماعت کی روزافزوں ترقی اور مخالفین کی ناکامی پر مشتمل تھیں بیان کیں اور ان کا پورا ہونا ثابت کیا۔

تأثرات

اس کے بعد جماعت ہائے کینیڈا کے نمائندہ مکرم محمد سعید صاحب نے اپنے تأثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ۱۹۶۷ء میں کینیڈا میں چند گھرانوں کی ایک جماعت بنی ہے۔ ۱۹۷۷ء میں کرایہ کے مکان میں جماعت کے کام شروع کئے گئے۔

اس کے تیرہ سال کے بعد ۱۹۹۰ء میں کینیڈا کے مختلف علاقوں میں ۹ مشن ہاؤسز ہیں ۱۲ شہروں میں باقاعدہ جماعتیں ہیں۔ 7 شہروں میں بیوت افرادی گھرانے ہیں۔ ٹورنٹو میں ۲۵ ایکڑ قطعہ زمین پانچ لاکھ پچاس ہزار ڈالر سے خریدا گیا۔ اور ۳۰ لاکھ ڈالر پر ایک مسجد اور مشن ہاؤس زیر تعمیر ہے۔ مانٹریال میں ایک لاکھ ڈالر کی مالیت کا مشن ہاؤس خریدا گیا ہے۔

سسکاٹون میں ۱۱ ایکڑ کا رقبہ خرید کر وہاں مسجد اور مشن ہاؤس تعمیر ہو رہے ہیں۔

کیلگری میں تین عمارتوں میں مشن کے کام جاری ہیں۔

ریڈ مانٹین میں ۳۳ ایکڑ زمین خریدی گئی ہے۔

وینکوور میں ۵ ایکڑ زمین پر دو عمارتیں تعمیر شدہ ہیں۔ اب اوٹاوہ میں ایک صد ایکڑ زمین خریدی جا رہی ہے۔

آخر میں آپ نے تمام جماعت ہائے احمدیہ کینیڈا کی طرف سے سامعین کرام کی خدمت میں السلام علیکم و رحمۃ اللہ کا تحفہ پیش فرمایا۔

دوسرے نمبر پر محترم مولانا محمد حمید صاحب کوثر مبلغ جماعت احمدیہ کبابیر حیفا نے کہا کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۱۸۶۹ء میں الہاماً فرمایا :-

یدعون لک ابدال الشام وعباد اللہ من العرب۔ یصلون علیک صلحاء العرب وابدال الشام۔

چنانچہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی تو یہ جماعت عرب ممالک میں پھیلنا شروع ہوئی مصر۔ شام میں احمدیہ مشنز کے قیام کے بعد ۱۹۲۸ء میں حیفا (فلسطین) میں حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے ذریعہ احمدیہ دار التبلیغ کا افتتاح ہوا۔ اور اس وقت سے اب تک یہ مشن تبلیغ اسلام کے فرائض خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دے رہا ہے۔ جماعت کا ماہوار عربی رسالہ "مجلۃ البشریٰ" باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ ۱۹۷۹ء میں جماعت احمدیہ کبابیر حیفا نے نئی مسجد بنانے کا فیصلہ کیا۔ جو کہ ۱۹۸۹ء میں مکمل ہو گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس مسجد کی تعمیر میں روکاوٹ پیدا کرنے والوں کو ہٹا دیا۔

آپ نے جس الہام کا ابتداء میں ذکر کیا۔ آج ہم اسے اپنی آنکھوں

سے پورا ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ ایک بڑی تعداد عرب احمدیوں کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے لئے دن رات دعائیں کرتی ہے۔ خاکسار جب قادیان کے لئے آرہا تھا۔ مسجد احمدیہ کبابیر حیفا میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں صدر جماعت فلاح الدین محمد صاحب نے یہ پیغام دیا کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر کھڑے ہوکر ہماری طرف سے سیدنا محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا "سلام" حضرت مہدی معہود علیہ السلام کو پہنچا دیں۔ نیز یہ کہ ہم دن رات آپ کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اور بلاد عربیہ میں ہم آپ کی وہ آواز سن رہے ہیں۔ جس میں آپ نے فرمایا۔

انی اموت وما الموت منتہی
یدری بذکرک فی التراب ندائی

کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں تو مر جاؤں گا لیکن میری آپ کے لئے محبت نہیں مر سکتی۔ میری قبر کی مٹی سے لوگ آپ کے ذکر کی آوازیں سنیں گے

یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا سب سے بڑا ثبوت کہ آپ کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور آپ کے دشمنوں کی باتیں غلط ثابت ہوئیں۔ اُن کے دعوے جھوٹے ثابت ہوئے جنہوں نے یہ کہا۔ میں نے ہی میرزا کو اٹھایا ہے اور میں ہی اُن کی عزت خاک میں ملاؤں گا۔ آج ان کی قبر کا نام و نشان بھی نہیں ملتا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبر پہ لاکھوں افراد آتے اور دعائیں کرتے ہیں آخر میں فرمایا اللہ تعالیٰ اگلے جلسہ سالانہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہزاروں عرب دوستوں کو بھی جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کی توفیق عطا فرمائے

دوسرا دن۔ دوسرا اجلاس

ظہر وعصر کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کا۔ دوسرا اجلاس شام ۲.۰۰ بجے محترم اشرف علی صاحب، امیر جماعت احمدیہ مغربی بنگال کی زیر صدارت منعقد ہوا سب سے پہلے مکرم امین الرحمٰن صاحب باجوہ نے تلاوت قرآن مجید اور اس کا ترجمہ سنانے کے بعد مکرم حافظ عبد الحلیم صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام میں سے چند اشعار نہایت خوش الحانی سے سنائے اس کا عنوان یہ ہے۔

بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں
لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

مذکورہ عنوان پر محترم مولانا غلام نبی صاحب نیاز مبلغ انچارج کشمیر نے تقریر کی آپ نے آیت قرآنیہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول۔ سے پیشگوئیوں کی حقیقت پر روشنی ڈالی کہ واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے اس بات کی تردید کی کہ وہ سوائے اپنے خاص اور برگزیدہ بندوں کے کسی پر اظہار علی الغیب نہیں کرتا

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیشمار ایسی معجزنمائی پر مبنی۔ پیشگوئیوں کا تفصیل سے ذکر کیا جن میں کسی انسانی طاقت کا دخل نہ تھا۔ آپ نے نہایت تحدی سے آج تک پوری ہونے والی زمینی و آسمانی نشانوں کا ذکر کیا۔ آپ نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی ناکامی کا بھی ذکر کیا۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت بتایا تھا۔

انی مہین من اراد اہانتک۔ کہ خدا تعالیٰ نے کس طرح مولوی صاحب کو ذلیل و رسوا کیا اور اس کے مقابل جماعت پر آج پوری دنیا میں سورج غروب نہیں ہوتا بے شمار انسان آپ پر سلام و دعا بھیجتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کی اس قائم کردہ جماعت کو مٹانے پر کمربستہ ہوا وہ تباہ و برباد کیا گیا اس میں علماء، حکومتوں کے سربراہ بھٹو، اور ضیاء صدر پاکستان کے عبرتناک انجام بھی نشروں کی گونج میں بیان کیے آپ نے آج تک پوری ہونے والی پیشگوئیاں نہایت عالمانہ انداز میں بیان کیں تقریر کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے پاکستان میں بسنے والے احمدیوں کی صدق و وفا اور قربانیوں کا تفصیل سے ذکر کیا اور کہا کہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے

اس کے بعد مکرم منصور احمد صاحب باجوہ ربوہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دین محمد سا نہ پایا ہم نے

بہت اچھے انداز میں پڑھ کر سنایا

بدرسومات کے خلاف جماعت احمدیہ کا جہاد۔

اس عنوان پر مکرم مولانا حمید الدین صاحب شمس مبلغ انچارج آندھرا پردیش نے پنجابی زبان میں تقریر کی۔

آپ نے آجکل کے معاشرے میں پائے جانے والے بدرسوم و بدعات اور غیر اسلامی اور غیر انسانی طریقہ کاروں کا تجزیہ کرنے کے بعد اس کے خلاف جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں اور اس کے نتیجہ میں پیدا شدہ عظیم انقلاب کا تذکرہ نہایت پرجوش انداز میں فرمایا اس سلسلہ میں آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریروں اور خطبات میں سے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ اس سلسلہ میں حضور نے فرمایا کہ۔ احمدیت کے لئے ان بانوں کی وجہ سے بہت مشکلات پیدا ہوگئی ہیں اور دنیا کو ہر قسم کے خطرات سے بچانے کی ذمہ داری بھی ہم پر ہے۔ ......

خدا نے دنیا کے نقشہ بدلنے کے لئے تمہیں پیدا اور کھڑا کیا ہے نہیں خدا اجازت دیتا ہے کہ اسلام کے حقیقی جہاد کے لئے اٹھو اور دنیا کو اسلام کے لئے فتح کرو یہ یاد رکھنا کہ گو تم کمزور ہو مگر وہ خدا کمزور نہیں جس نے تمہیں جہاد کی اجازت دی ہے خدا تعالیٰ تمہاری نصرت فرمائے گا قربانی آنے والی ہے اطاعت جذبہ پیار و خدمت کے ذریعہ اور دلوں کو فتح کرکے بدرسومات کے خلاف سرگرم عمل ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں قرآن وحدیث کی مواقف میں مگر منتو صاحب اور سکھوں کے لٹریچر سے بعض اقتباسات بھی پیش کئے۔

تاثرات

اس کے بعد پاکستان سے تشریف لائے ہوئے مکرم عبد السمیع صاحب نون ایڈووکیٹ سرگودھا نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے سب سے پہلے پاکستانی احمدیوں کی طرف سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا تحفہ پیش فرمایا آپ نے نہایت پُر جذب انداز میں اُن لاکھوں احمدیوں کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے۔ جو اس مقدس مقام اور تخت گاہ مسیح قادیان دار الامان کی زیارت سے محروم ہیں بیان کیا کہ پچھلے سال جب میں جلسہ سالانہ قادیان سے واپس اپنے وطن میں پہنچا تو ایک ضعیف اور شدید بیمار بزرگ ۲/۱ گھنٹہ تک بس کے اڈہ پر میرا انتظار کرتے ہوئے پائے گئے۔ انہوں نے معانقہ کرتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں صرف اتنا کہا تو دیکھ کر آیا ہے مقامات کو جہاں نزول ہوتا ہے اک بارش انوار اس دار مسیحا کی کوئی روح افزا بات رہتے ہیں جہاں رحمت یزداں کے خریدار یہی کیفیت وہاں کے ہر احمدی کی ہے ہر احمدی قادیان کی زیارت کے لئے ناقابل بیان تڑپ رکھتا ہے

اس کے بعد مکرم حسن رحمانی صاحب نمائندہ ماریشس نے تاثرات بیان کرتے ہوئے نہایت ہی دلچسپ اور ایمان افروز واقعات بیان کئے۔ آپ نے کہا ماریشس ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے جس کی آبادی دس لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ وہ افریقہ کے ساتھ شمار ہوتا ہے یہاں دس ہزار سے زائد احمدی ہیں اور مساجد ہیں۔ آپ نے کہا گذشتہ سال از راہ شفقت، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے اس کے بعد سے جماعت میں غیر معمولی حرکت و برکت پیدا ہوئی اور باوجود شدید مخالفت کے وہ باتیں جو انہونی نظر آتی تھیں۔ وہ آپ کی دعاؤں اور ہدایت کے نتیجہ میں آسان ہوگئیں آپ نے کہا کہ ماریشس دنیا کا کنارہ ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا تھا۔ کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

چنانچہ اس پیشگوئی کے مصداق ہم لوگ ہیں۔ آپ نے پاکستان

کے احمدیوں پر ڈھائے جانے والے ظلم کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق اُن تمام مصائب کو دور کر دے گا۔ دشمن سابق کی طرح ذلیل و رسوا ہو۔ آپ نے کہا کہ ماریشس کے ارد گرد جو جزیرے ہیں اُن میں تبلیغ کیسے کی جائے چونکہ یہ ذمہ داری جماعت ماریشس کی ڈیوٹی ہے۔ چنانچہ حضور کی دعاؤں کے طفیل ایسے ذرائع پیدا ہوئے۔

COMOUTSLOUST پھر THIS USAI میں RODINGUES چھوٹی چھوٹی جماعتیں قائم ہوگئیں۔ الحمد للہ ابھی گزشتہ نومبر کو REUNION TSLOID میں ۱۵ افراد بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آئے دن جماعت خدا تعالیٰ کے بیشمار نشانوں اور تائیدات الٰہیہ کو دیکھتی ہے

اس تقریر کے ساتھ یہ نشست بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

تیسرا دن — پہلا اجلاس

جلسہ سالانہ ۱۹۹۰ء کے آخری دن کا پہلا اجلاس زیر صدارت مکرم شریف احمد گبش نیشنل صدر انڈونیشیا مورخہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۹۰ء صبح ۱۰ بجے منعقد ہوا۔ سب سے پہلے مکرم مولانا محمد احمد صاحب شاد مربی سلسلہ احمدیہ نے تلاوت قرآن کریم کی اس کا ترجمہ سنایا اس کے بعد مکرم پروفیسر کرامت اللہ صاحب کراچی نے اپنا تازہ منظوم کلام پیش فرمایا۔

نظم سے پہلے آپ نے کہا پاکستان میں بسنے والوں کے تعلق سے احباب نے بڑی عقیدت سے ذکر کیا کہ وہ بڑی قربانی کر رہے ہیں۔ جس کا ہم ان کو جواب نہیں دے سکتے ہیں۔ لیکن ہمیں خدا تعالیٰ کی ذات پر پورا یقین اور بھروسہ ہے کہ ہم ان تمام آزمائشوں اور ابتلاؤں سے سرخرو گزریں گے۔ اور خلافت احمدیہ حقہ سے ہماری وابستگی پہلے سے زیادہ مضبوط تر ہوتی جائے گی اس موقعہ پر ان خیالات کو اپنے ایک شعر سے یوں بتایا ہے

سجائے پھرتے ہیں زخموں کے داغ سینے پہ
خزاں کے پھول ہیں کس کو نصیب ہوتے ہیں

خلافت

تلاوت قرآن مجید اور نظم خوانی کے بعد محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب نائب ناظم وقف جدید نے اس موضوع پر تقریر فرمائی۔ فاضل مقرر نے آیت استخلاف کی تلاوت کرنے اور اس کی تشریح بیان کرنے کے بعد بتایا کہ خلافت نبوت کا تتمہ ہوتی ہے خلافت کا وجود مشروط ہے اس کے لئے ایمان اور اعمال صالحہ شرط ہیں نیز آخری زمانہ میں ہونے والی خلافت علیٰ منہاج النبوت کی حضرت رسول کریم صلعم نے بھی پیشگوئی فرمائی تھی۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تصنیف الوصیت میں قدرت اولیٰ اور قدرت ثانیہ کی تشریح فرما کر خلافت احمدیہ کی اگر خدا نے چاہا تو قیامت تک رہنے کی بشارت فرمائی تھی محترم حکیم صاحب نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کی خلافت اولیٰ سے لیکر خلافت رابعہ تک کے چار دوروں کا ذکر اور ان ادوار میں خلافت کی عظیم برکات تمکین دین اور تبدیلی خوف فی الامن کے سلسلہ میں ہوئے کئی واقعات کا نہایت بہترین طور پر بیان فرمایا

اس تقریر کے بعد مکرم محمود احمد صاحب عاطف ربوہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم نہایت خوش الحانی سے سنائی

فیضان خاتم النبیین

اس اجلاس کی آخری تقریر محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان کی مذکورہ عنوان پر ہوئی۔ آپ نے آیت خاتم النبیین کی تلاوت کرنے کے بعد بتایا کہ جماعت احمدیہ دل کی گہرائیوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرتی ہے۔ اور جو شخص بھی جماعت احمدیہ پر ختم نبوت کا منکر ہونے کا الزام لگاتا ہے اس کے بارے میں ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ یقیناً اس کے اپنے دل کے کسی گوشہ میں کچھ ایسا چور ہے۔ جس کو چھپانے کے لئے وہ اپنے ضمیر کی سیاہی جماعت احمدیہ کے دامن پر پھیلا کر مطمئن ہونا چاہتا ہے۔

اس کے بعد آپ نے لفظ خاتم کی مختلف زبانوں میں تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس لفظ کا ہرگز یہ معنی نہیں کہ کسی چیز کا خاتمہ ہو بلکہ ختم کے حقیقی لغوی معنی دوسری چیز میں اپنے نقوش پیدا کرنے کے ہیں اور یہی اصلی معنی ہیں اس ضمن میں آپ نے قرآن مجید احادیث اور اقوال سلف میں سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ختم نبوت کے بارے میں روشنی ڈالی اور جماعت احمدیہ کے موقف کی صداقت بیان کی آخر میں آپ نے قرآن مجید کی مختلف آیات پڑھ کر اور ان کی تشریح کر کے اجراء نبوت ثابت فرمایا۔

آخر میں مکرم مسعود احمد صاحب بدوملہوی نے ایک نظم سنائی اس کے ساتھ ہی یہ اجلاس جمعۃ المبارک کی نماز کی تیاری کے لئے اختتام پذیر ہوا۔

اس کے بعد ٹھیک ڈیڑھ بجے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک تازہ خطبہ سنایا خطبہ ثانیہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور مقاصد عالیہ میں کامیابی کے لئے دعا کی نہایت پُر درد انداز میں درخواست کی۔

تیسرا دن — دوسرا اجلاس

اس مقدس جلسہ کی آخری نشست بعد نماز جمعہ و عصر ٹھیک ۲ بجے محترمی صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ مکرم حافظ ظہور احمد صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور ترجمہ سنایا

اس کے بعد مکرم رزاق محمود صاحب سرگودھا نے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا ایک تازہ منظوم کلام نہایت رقت آمیز انداز میں سنایا اس کلام کا پہلا شعر یہ ہے۔

ہے یہ دل تیز کس کو یاد کیا
سپنوں میں یہ کون آیا ہے
جس کے سپنے جاگ اٹھے ہیں
خوابوں نے نور پایا ہے

مترجمین قرآن مجید کا تعارف

اس کے بعد قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنے والوں کا محترم صاحبزادہ صاحب نے تعارف کروایا ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔

۱۔ محترم محمد صابر الدین صاحب صدیقی روسی زبان میں۔
۲۔ محترم غلام نبی صاحب ناظر۔ کشمیری
۳۔ خاکسار محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ تامل
۴۔ محترم مولوی محمد علی صاحب مبلغ مدراس تامل
۵۔ محترم مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی۔ ہندی
۶۔ " گیانی عبد اللطیف " گورمکھی

ان مترجمین کا تمام سامعین نے نعرہ تکبیر اور دیگر اسلامی نعروں سے استقبال کیا۔

اس کے بعد تقاریر کا آغاز ہوا

اعجاز مسیح اور انفاق فی سبیل اللہ

اس کے بعد محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے صدر مجلس وقف جدید و مؤلف اصحاب احمد نے مذکورہ عنوان پر خطاب فرمایا آپ نے بتایا کہ اسلام کے دور اوّل کی تاریخ اس پر شاہد ہے کہ غریب مؤمنین کو حیرت انگیز طور پر اعجازی رنگ میں ساز و سامان سے لیس متمول طبقہ پر غلبہ عطا ہوا۔ غریب مؤمنین نے اپنے اموال و نفوس قرآنی احکام کے مطابق پیش کرنے میں ذرہ بھر دریغ نہ کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی ابتدائی حالت بھی اس طرح تھی۔ آپ کی تصنیف براہین احمدیہ کو جس کے بارے میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنے ریویو میں تیرہ سو سال میں عدیم المثال قرار دیا تھا۔ لیکن طبقہ امراء نے سرد مہری دکھائی۔ مثلاً نواب صدیق حسن خان ریاست بھوپال کی سلطانہ کے خاوند تھے براہین احمدیہ ملنے پر اسے پھاڑ کر واپس کر دیا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ان کی عزت بھی خاک کر دی۔ بہت ہی ذلیل و خوار ہوئے۔

محترم ملک صاحب نے اس قسم کے کئی ایمان افروز واقعات بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت روز روشن کی طرح ثابت فرمائی۔ باقی صفحہ ۱۴ کالم ۲۔ پر

تحریکِ وقفِ نَو

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس تحریک سے متعلق مندرجہ ذیل فیصلہ جات فرمائے ہیں۔ جملہ احباب ان کی طرف توجہ فرمائیں۔

۱ - فرمایا: چونکہ ۳ر اپریل ۱۹۹۱ء کو تحریک وقفِ نَو کی مقررہ مدت ختم ہو رہی ہے۔ اِس لئے اس کے ساتھ ہی تحریکِ وقفِ نَو میں شمولیت ختم ہو جائے گی۔

۲ - فرمایا: ۳ر اپریل ۱۹۹۱ء کے بعد بچوں کا وقف حسبِ سابق وقفِ اولاد کے تحت جاری رہے گا۔

۳ - ۳ر اپریل ۱۹۹۱ء کے بعد صرف وہ بچے تحریکِ وقفِ نَو میں شامل ہو سکیں گے

(الف) - جن کے والدین نے اپنی متوقع اولاد کو وقف کرنے کی درخواست باقاعدہ تحریری طور پر ۳ر اپریل ۱۹۹۱ء سے قبل بھجوا دی ہوگی۔ اُن کے بچے جب بھی پیدا ہوں گے اِس تحریک میں شامل ہو سکیں گے۔

(ب) - یا جن کے والدین نے ۳ر اپریل ۱۹۹۱ء سے قبل باقاعدہ تحریری طور پر وعدہ کیا ہو کہ آئندہ بچہ/بچی کو وقف کریں گے۔ ایسے احباب کو جب بھی خدا تعالیٰ اولاد عطا فرمائے گا وہ وقفِ نَو میں شامل ہو سکیں گے۔

۴ - ایسے احباب جن کے اِس ۴ سال کے عرصہ میں بچے پیدا ہوئے ہیں مگر اُنہوں نے وقف کے لئے درخواست نہیں بھجوائی۔ اگر وہ ۳ر اپریل ۹۱ء کے بعد ایسے بچوں کو وقف کرنا چاہیں گے تو وہ وقفِ نَو میں شامل نہیں کئے جائیں گے۔

★ درج ذیل ہدایات بھی احبابِ جماعت کی آگاہی کے لئے شائع کئے جا رہے ہیں:-

(۱) - ۳ر اپریل ۸۷ء سے قبل پیدا ہونے والے بچوں کی درخواستیں وقفِ اولاد کے تحت براہِ راست وکالتِ دیوان تحریکِ جدید ربوہ کو بھجوائی جائیں۔ کیونکہ وقفِ نَو میں وہ بچے شامل کئے جا رہے ہیں جو ۳ر اپریل ۸۷ء کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔

(۲) - جو احباب وقفِ نَو میں شمولیت کے لئے حضور انور کی خدمت میں خط تحریر کریں وہ بچے کا نام۔ بچے کی والدہ۔ والد اور دادا کا نام اور پورا پتہ ضرور تحریر کریں۔

(۳) - جن احباب کو وقفِ نَو کے فارم بھجوائے گئے ہیں وہ جلد از جلد ان فارموں کو پُر کر کے واپس بھجوائیں۔ کیونکہ ان کی وجہ سے ریکارڈ کی تیاری کا کام مکمل نہیں ہو رہا۔

(۴) - جو احباب اپنے وقف شدہ بچوں کی تصاویر حضور انور کی خدمت میں ارسال کرتے ہیں وہ تصویر کی پُشت پر بچے کا نام اور والد کا نام اور پتہ اور اگر حوالہ وقفِ نَو ہو تو ضرور درج کر دیا کریں۔ تاکہ شعبہ وقفِ نَو کو معلوم ہو سکے کہ کس کی تصویر ہے۔

نوٹ: - یہ ہدایات بہت ضروری ہیں۔ جن احباب کو اخبار بدر آتا ہے وہ دوسرے احباب تک پہنچائیں۔

وکیل المال تحریکِ جدید - ربوہ

وعدہ تحریکِ جدید کم از کم کتنا ہونا چاہیئے؟

تحریکِ جدید جاری کرنے والے مقدس وجود حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہُ نے اسے جہادِ کبیر قرار دیکر ہر فردِ جماعت سے یہ توقع وابستہ فرمائی کہ وہ اپنی مالی حیثیت کے مطابق وعدہ پیش کرے۔ ابتدا میں حضور نے ایک ماہ کی آمد کے برابر بھی چندہ کی تحریک فرمائی۔ اور مخلصین نے اس پر لبیک کہا۔ لیکن آخر میں ماہوار آمد کے پانچویں حصہ کے برابر ہونا چاہیئے۔ نیز اس جہادِ کبیر کے عظیم ثواب میں ہر فردِ جماعت کو شامل کرنے کے لئے یہ قاعدہ بھی طے ہو گیا کہ مستورات و بچے کم از کم ماہانہ دو روپے یعنی سالانہ چوبیس (۲۴) روپے دے کر بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ کمانے والے افراد کے لئے بہرحال ماہوار آمد کے کم از کم پانچویں حصہ کا اُصول لازمی ہے۔ وعدہ لیتے وقت اس اصول کو مدِّ نظر رکھا جائے۔

منقول از اخبار الفضل صفحہ ۸ بتاریخ ۲۶ر نومبر ۱۹۹۰ء

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

درخواست دُعا کرتے ہیں

- مکرم عبدالرحمٰن صاحب کرڈاپلی مع اہل وعیال۔ صحت وسلامتی اور خیر و برکت کے لئے۔
- " ظفر الدین احمد صاحب ملازمت کے لئے اور مکرم عبدالحفیظ صاحب امتحان میں کامیابی کے لئے۔
- " عبدالمالک صاحب مع اہل وعیال صحت وسلامتی۔ درازیٔ عمر اور روزگار میں برکت کے لئے۔
- " محمد غلام نبی صاحب مع اہل وعیال، صحت وسلامتی کے لئے۔
- مکرمہ شکیلہ بیگم صاحبہ صحت وسلامتی اور بچوں کی ملازمت کے لئے۔
- مکرم محمد بشارت صاحب مع اہل وعیال صحت وسلامتی کے لئے۔
- " محمد مقبول صاحب صحت وسلامتی کے لئے۔
- " محمد مولا بخش صاحب اولادِ نرینہ کے لئے۔
- " شیخ مطیع الرحمٰن صاحب صحت وسلامتی کے لئے۔
- " غفار محمد صاحب صحت وسلامتی کے لئے۔
- " شیخ رجاب صاحب صحت وسلامتی کے لئے۔
- مکرمہ فطری بی بی صاحبہ لڑکی کے رشتہ کے لئے۔
- " خاتون بی بی صاحبہ صحت وسلامتی کے لئے۔
- " ثمیسہ بیگم صاحبہ صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے۔
- " ہبیت اللہ بی بی صاحبہ صحت وسلامتی، پریشانی کے ازالہ کے لئے۔
- مکرم محمد نظام الدین صاحب مع اہل وعیال صحت وسلامتی کے لئے۔
- مکرمہ انجم بانو صاحبہ نرینہ اولاد کے لئے۔
- " فائدہ بانو صاحبہ امتحان میں کامیابی کے لئے۔
- " فاطمہ بی بی صاحبہ صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے۔

★ ان سب کی جانب سے اعانتِ بدر میں -/۲۳۴ روپے موصول ہوئے ہیں۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ۔

● جماعتِ احمدیہ بینکال (اڑیسہ) کے افراد درخواستِ دُعا کرتے ہیں:-

- مکرمہ ممتاز بیگم صاحبہ بنت ہدایت خان صاحب بہت دنوں سے بیمار ہیں کامل شفایابی کے لئے۔
- مکرم عبدالشمیم صاحب تین لڑکیاں ہیں کوئی اولادِ نرینہ نہیں۔ نرینہ اولاد کے لئے۔
- مکرمہ شاہدہ بیگم صاحبہ تین لڑکیاں ہیں کوئی اولادِ نرینہ نہیں۔ نرینہ اولاد کے لئے۔
- " عائشہ بی بی صاحبہ بچوں کی دینی و دنیاوی ترقیات اور نیک صالح بننے کے لئے۔
- مکرم یار محمد صاحب پوتے کی کامل صحت یابی اور دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے۔
- " آدم خان صاحب اہل وعیال کی کامل صحت یابی اور دینی و دُنیاوی ترقیات کے لئے۔
- " اسماعیل خان صاحب اہل وعیال کی کامل صحت یابی اور دینی و دُنیاوی ترقیات کے لئے۔
- مکرمہ الگن پری بی بی صاحبہ والدین کی مغفرت اور بچوں کی دینی و دُنیاوی ترقیات کے لئے۔
- " کبریٰ بیگم صاحبہ شوہر محترم کی کامل شفایابی اور بچوں کی دینی و دُنیاوی ترقیات کے لئے۔
- مکرم محمد عطیف الرحمٰن صاحب دینی و دُنیاوی ترقیات کے لئے۔
- " سُلطان خان صاحب۔ بیٹے کی روزی قائم ہونے کے لئے اور دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے۔
- مکرمہ نصرت بیگم صاحبہ نرینہ اور نیک اولاد کے لئے۔
- مکرم عبدالرزاق خان صاحب میٹرک کے امتحان میں کامیابی کے لئے۔

★ ان سب کی جانب سے مکرم مولوی شمس الحق خان صاحب معلم وقفِ جدید نے مبلغ -/۱۱۵ روپے اعانتِ بدر میں ادا کئے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ۔

- مکرم شیخ عبداللہ صاحب آف کرڈاپلی (اڑیسہ) والدہ صاحبہ کی اچانک وفات ہو گئی ہے۔ دُعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔
- مکرم محمد ظل الرحمٰن صاحب، بہت دنوں سے بیمار ہیں کامل صحت یابی کے لئے۔
- مکرم شیخ مبشر صاحب کامل صحت وسلامتی اور نیک بننے کے لئے۔
- مکرم محمد وسیم صاحب دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے۔

مکرم شمس الحق خان صاحب موصوف نے -/۵۰ روپے ان سب کی جانب سے اعانتِ بدر میں ادا کئے ہیں۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ۔

- مکرم نثار احمد صاحب بنگلور -/۲۵ روپے اعانتِ بدر میں ادا کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ والدہ صاحبہ کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر اور اپنے اہل وعیال کی دینی و دُنیاوی ترقیات کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔

اعلاناتِ نکاح

(۱) محترمہ سیّدہ نزہت آرا صاحبہ بنت مکرم سیّد عبدالجبار صاحب مرحوم آف مونگھیر کا نکاح مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۹۰ء کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے ہمراہ مکرم سیّد احسان اللہ صاحب ولد مکرم مولوی فضل کریم صاحب مرحوم آف کلکتہ بعوض بارہ ہزار روپے حق مہر کے عوض پڑھایا۔ احباب کرام سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ مکرم سیّد شبیر احمد صاحب پٹنہ نے اس خوشی کے موقعہ پر ۲۷/- روپے اعانتِ بدر میں ادا کئے ہیں۔

(۲) مکرمہ منصورہ بیگم صاحبہ بنت مکرم شفیق الدین صاحب مرحوم آف کرڈاپلی کا نکاح مکرم عبدالعزیز خان صاحب ابن مکرم عبدالحلیم خان صاحب ساکن دھوان ساہی (اڑیسہ) کے ساتھ مبلغ چھ ہزار پچیس روپے حقِ مہر پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعتِ احمدیہ قادیان نے مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۹۰ء کو مسجد اقصیٰ قادیان میں پڑھا۔ ۲۰/- روپے اعانتِ بدر میں ادا کئے۔

ان نکاحوں کے بابرکت و مثمر بثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ (ادارہ)

(۳) عزیزم برادرم سیّد وسیم احمد صاحب ولد مکرم سیّد محمد شاہ صاحب تبلیغی مرحوم آف بیجبہاڑہ (کشمیر) کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزہ امۃ اللطیف صاحبہ بنت مکرم میر غلام رسول صاحب آف یاری پورہ (کشمیر) مورخہ ۲۹ دسمبر ۹۰ء کو بعد نماز ظہر و عصر مسجد اقصیٰ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعتِ احمدیہ قادیان نے بعوض چھبیس ہزار روپے حقِ مہر فرمایا۔ رشتہ کے ہر رنگ میں مبارک ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ مبلغ ۲۵/- روپے اعانتِ بدر میں ادا کئے (سیّدہ زہرہ جبین)

(۴) مورخہ ۹ نومبر ۹۰ء کو مکرم عبدالہادی صاحب بی۔ اے ابن مکرم حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم معلّم وقفِ جدید آف زار بھیٹا صوبہ آسام کے نکاح کا اعلان محترمہ نفیسہ اختر صاحبہ بنت مکرم ماسٹر مجیب الرحمٰن صاحب سیکرٹری مال و تبلیغ آف زار بھیٹا (آسام) کے ہمراہ مبلغ پانچ ہزار روپے حقِ مہر پر مکرم مولوی سیّد قیام الدین صاحب برق مبلغ سلسلہ آسام نے کیا۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ صوبہ آسام کے نومبائعین میں یہ اعلانِ نکاح پہلی مرتبہ جماعتِ احمدیہ کے طریق کے مطابق خالص اسلامی قانون کے مطابق ہوا۔ جس میں احمدی حضرات کے علاوہ کافی غیر احمدی حضرات نے بھی شرکت کی۔ محترم مولوی صاحب موصوف نے موقعہ کی مناسبت سے خطبہ دیا جس کا خاص کر غیر احمدیوں نے بڑا اچھا اثر لیا۔ اس خوشی کے موقعہ پر فریقین کی طرف سے اعانتِ بدر میں بیس روپے ادا کئے گئے۔ ہر لحاظ سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار، ماسٹر حشمت علی احمد صدر جماعتِ احمدیہ زار بھیٹا صوبہ آسام

درخواست ہائے دُعا

● — مکرم میر عبدالرحمٰن صاحب یاڑی پورہ (کشمیر) لکھتے ہیں:-

خاکسار کی بیٹی عزیزہ عطیۃ القدوس سال ہذا سیکنڈری سکول بورڈ کے امتحان میں شامل ہونے والی ہے عزیزہ کی نمایاں کامیابی کے لئے عاجزانہ درخواستِ دُعا ہے۔

● — مکرم ناصر احمد صاحب سائیکل ورکس چنیوٹ لکھتے ہیں کہ ایک غیر احمدی نے انتہائی جھوٹا مقدمہ دائر کیا ہے دو دفعہ مقدمہ خارج ہوا ہے۔ پندرہ ہزار کا کورٹ فیس لگا کر تیسری دفعہ مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

طالبانِ دُعا:-
آلو ٹریڈرز
۱۶- ٹیبہ نگولین۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
بفی ٹچ بیمرز۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:- ۵۲۰۶-۵۱۳۷-۴۰۲۸-۴۳
YUBA
QUALITY FOOT WEAR

تقاریبِ رخصتانہ وشادی

(۱) - مکرم غلام محمود صاحب رانجھوڑی امیر جماعتِ احمدیہ بمبئی تحریر فرماتے ہیں کہ خاکسار کی بڑی بچی عزیزہ عاصمہ نگہت کی نسبت مکرم اُسامہ احمدی صاحب ولد مکرم نفیس احمد صاحب شگفتہ مرحوم سے ہوئی تھی۔ اس کی تقریبِ عقد و رخصتی مورخہ یکم نومبر ۱۹۹۰ء کو بمقام یادگیر عمل میں آئی۔ رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔

(۲) - محترمہ زہرہ جبین صاحبہ کھنہ بل (کشمیر) تحریر فرماتی ہیں کہ عزیزہ دُرِّ ثمین صاحبہ بنت مکرم چوہدری عبدالحفیظ صاحب آف بھدرواہ حال کھنہ بل (کشمیر) کا رخصتانہ مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۹۰ء کو عمل میں آیا۔ اس تقریب میں احمدی احباب کے علاوہ غیر از جماعت معززین نے بھی شمولیت کی۔ عزیزہ کے نکاح کا اعلان گزشتہ سال ماہِ دسمبر میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے ہمراہ عزیزم سیّد سفیان احمد صاحب ولد مکرم سیّد اکرام احمد صاحب آف رانچی (بہار) فرمایا تھا۔ مبلغ ۲۵/- روپے اعانتِ بدر میں ادا کرتے ہوئے رشتہ کے ہر رنگ میں مبارک ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

(۳) - مکرم بشارت احمد صاحب فلک حیدرآباد سے تحریر فرماتے ہیں کہ:-

مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۹۰ء بروز جمعرات عزیز تنویر احمد صاحب ابن محترم محمود علی صاحب مرحوم پروپرائیٹر الطاہر فنشنگ کی شادی کی تقریب عزیزہ طاہرہ زمرد بنت محترم محمود احمد صاحب غوری سے عمل میں آئی۔ یہ تقریب آفیسرس میس میں ہوئی۔ غیر از جماعت افراد اور افرادِ جماعت نے شرکت فرمائی۔ اس موقعہ پر مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس انچارج مبلغ آندھرا پردیش نے خطبہ دُعائیہ پڑھا۔ اور دُعا کروائی۔ مورخہ ۱۷ نومبر کی دوپہر بریڈ ابن گارڈن میں عزیز تنویر احمد صاحب نے ۸۰۰ افراد کو دعوتِ ولیمہ دی۔ اور پچاس روپے اعانتِ بدر میں ادا کرتے ہوئے دُعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت فرمائے۔

درخواستِ دُعا

● - خاکسار کے ہمزلف مکرم بشیر الدین شاہ صاحب بھوپال خود اور اُن کی اہلیہ صاحبہ اور ایک بچہ بھوپال گیس سانحہ سے متاثر ہوئے تھے، اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں۔ موصوف مختلف مدات میں مبلغ ۸۵/- روپے چندہ ارسال کرتے ہوئے احباب سے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی صحت و سلامتی اور دینی و دنیاوی ترقیات کیلئے دُعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔ (عبدالحفیظ ناصر قادیان) ● - مکرم دو جاب خان صاحب آف تابر کوٹ اڑیسہ اپنی والدہ محترمہ حمیدہ خاتون صاحبہ اور اپنے احمدیت کو قبول کرنے پر ۱۰/- روپے وقفِ جدید اور ۱۰/- روپے اعانتِ بدر میں ادا کرتے ہوئے ہر دو کی استقامت نیز اپنی ہمشیرہ اور بہنوئی اور چچا کے قبولِ احمدیت کی توفیق پانے کیلئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم
جیولرز
پروپرائیٹر:- سیّد شوکت علی اینڈ سنز
پتہ:- خورشید کلاتھ مارکیٹ، حیدری، نارتھ ناظم آباد، کراچی۔ فون:- ۶۲۹۴۴۳

اِنَّہٗ نُوْرٌ
اَدُّوْا زَکٰوۃَ کُمْ
(ترجمہ)
تم اپنی زکوٰۃ ادا کیا کرو!

"ہماری اعلیٰ مصنوعات ہمارے بہترین ایلچی ہیں"
(کشتی نوح)
CALCUTTA-15.
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربڑ شیٹ، ہوائی چپل نیز ربڑ پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!